Takhdiru-l-Ikhwān.

Thānawi

June 71

فہرست کلان طلب کرنی پر مفت نذر ہوگی

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اس آیت سے جس اکل بالباطل یعنی غیر مشروع طریق سے آمدنی حاصل کرنی کی ممانعت فرمائی گئی ہے اُسمین کی بعض صورتون کا غیر مشروع ہونا چونکہ اکثر مخفی تھا اس لیے پانچ کثیر الوقوع طریقون کی انکشاف حقیقت وحکم کی غرض یہ پانچ رسالے یعنی

تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندستان و کشف الغشوة عن وجه الرشوة

والنفی فی احکام الرقی

والصحوة فی تحقیق اجرة النکاح و النور عن فساد

جسمین سے پہلے مین ہندوستان مین سود لینے کی بحث اور دوسرے مین رشوت کی حقیقت اور تیسری مین جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق اور چوتھی مین نکاح خوانی کی اجرت کا حکم اور پانچ مین متعارف چندہ کی بعض مفاسد کا بیان ہے لکھے گئے اور جناب مولوی محمد لغا اللہ صاحب نے

مطبع انتظامی کانپور مین طبع کیا گیا

قیمت بخنیۃ - چہار آنہ (۴/) - اعلان احقر سے حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم کی تمام تصانیف

حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب حنفی چشتی امدادی تھانوی مدظلہم کی مفید تصانیف

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بہشتی زیور کے دس		کشف الغشوہ ثبوت کی		اصلاح ترجمہ حیرت	۳ر	اشرف المواعظ حصہ اول	۴ر	رونمائے مثنوی نظم	۱ر
حصے عمدہ اور صحیح چھپے ہوے		تحقیق مین ۔		اصلاح ترجمہ نذیر احمد	۱ر	اشرف المواعظ حصہ دوم	۳ر	تنشیط الطبع ۔	۴ر
دس کی قیمت ۔	۳ر	التقی فی احکام الرقی ۔		اصلاح الخیال ۔	۲ر	تکمیل الیقین کامل	عہ ر	تجوید القرآن عمدہ	۱ر
بہشتی گوہر عمدہ اور صحیح		گنڈے تعویذ جھاڑ		اصلاح الرسوم مع ضمیمہ	۴ر	الاقتصاد پختہ ۔	۰۲ر	ایضاً ار ایضاً	۰ر
چھپا ہوا جسکا ٹائٹل سنہرا		پھونک کی تحقیق مین ۔		مجموعہ مسائل مفید	۱ر	جزاء الاعمال صحیح ۔	۰۱ر	صفائی معاملات	۰۱
اور کاغذ سفید چکنا مضبوط		الحق الصریح ۔ اجرت		مجموعہ علاج الغضب وادبا	۱ر	حقوق الاسلام صحیح	۰ر	الخطاب الملیح ۔	۱ر
ہے اسکی قیمت ۔	۰۷ر	نکاح کی تحقیق مین ۔		فصل الخطاب	۱ر	کمالات امدادیہ ۔	۰۴ر	حق السماع ۔	۱ر
ایضاً بصفات مذکورہ		التوزیع ۔ مدارس اور		تعلیم الطالب جلد	۱ر	کرامات امدادیہ ۔	۳ر	اوراد رحمانی ۔	۲ر
کاغذ زائد قیمت کا ۔	۰۹ر	مسابقات کے متعارفہ چندون		تعلیم الدین کامل ۔	۶ر	مکتوبات امدادیہ	۲ر	فروع الایمان ۔	۰۲ر
مناجات مقبول گلابی	۰۶ر	کی تحقیق مین ۔		اخبار الزلزلہ	۰ر	کلیات امدادیہ ۔	۸ر	الخطب الماثورہ ۔	۰۱ر
ایضاً کاغذ سفید	۰۵ر	پانچون سالے بہت عمدہ		الاستبصار در استنفعا	۱ر	طریقہ مولود شریف	۱ر	تیسیر المبتدی ۔	۰۴ر
قصد السبیل ۔	۱ر	ایک ساتھ چھپے ہین پانچونکی	۴	زاد السعید کامل	۲ر	مواعظ اشرفیہ	۱ر	اعمال قرآنی حصہ اول	
تحذیر الاخوان یعنی		القول الصواب ۔	۱	کلید مثنوی حصہ اول	۲ر	سبق الغایات ۔	۸ر	صحیح عمدہ ۔ خوشخط	۳ر
ہندوستانکے بیاہ مین ناچ		القول البدیع	۲ر	کلید مثنوی حصہ دوم	۲ر	تلخیصات العشرہ	۰۷ر	ایضاً حصہ دوم	۲

ان کتابون کے ملنے کا اصلی پتہ ۔ محمد انعام اللہ شہر کانپور محلہ ٹیکاپور مکان نمبر ۶۳

تحذیر الاخوان عن الربوا فی الهندستان

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۝

سُبحانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِكَ عَلٰی مَا رَفَعتَ الحِجَابَ عَنِ الحَلَالِ وَالحَرَامِ وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ الَّذِی کَشَفتَ الظَّلَامَ بِنُورِہِ التَّامِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ المُتَوَرِّعِینَ عَنِ الرَّیبِ وَالاٰثَامِ اما بعد عرض کرتا ہی عاجز گنہگار محمد **اشرف علی** عفا عنہ الغفار کہ مین نے جب دیکھا کہ ہندوستان مین اکثر لوگ بنک سے سود کا لین دین کرتے ہین اور کوئی امیر شاید ہی اِس سے محفوظ ہو اور اکثر اُسکو حلال ومُباح سمجھتے ہین اسلامی خیر خواہی اسکی مقتضی ہوئی کہ اس باب مین دو چار ورق بطور استفتا کے اگر لکھے جاوین تو امید ہادیِ برحق وشافیِ مطلق سے یہ ہی کہ مسلمانون کو اس بلا سے نجات ہو شاید میری نجات اخرویہ کا بہی وسیلہ ہو جاوے یا اللہ اس تحریر مین توفیق کو میرا رفیق فرما اور خطا ولغزش سے بچا اور سب لغزشون سے درگذر فرما تو ہی عاجزون کا دستگیر ہی اور بندون کے حال پر خبیر وبصیر ہی وَھَا اَنَا اَشرَعُ فِی المَقصُودِ بِعَونِكَ یَا وَلِیَّ الکَرَمِ وَالجُودِ

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعض لوگ ہندوستان کو دار الحرب سمجھکر بنک سے بذریعہ پرامیسری نوٹ یا ڈاکخانہ مین جمع کر کے یا کسی کارخانہ مین تعیین نفع کر کے سود[ع] لینا جائز سمجھتے ہین اور بعض لوگ ہندوؤن سے بھی اور بعض لوگ مسلمانون سے بھی لینا اور بعض لوگ لینا دینا دونون جائز سمجھتے ہین اِن صورتون مین لینا دینا جائز ہی یا نہین بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔

ع ان سب صورتون مین یہ منفعت سود ہی پرامیسری نوٹ تو صریح قرض ہی اور ڈاکخانہ مین جمع کرنا بھی بوجہ اسکے کہ شرط ضمان ہوتی ہی قرض ہی اور تعیین نفع سے بھی چونکہ شرائط مضاربت فوت ہو جاتے ہین راس المال قرض ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

الجواب

اول اصل مسئلہ کی تحقیق ضروری ہی امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دار الحرب مین کافر حربی سے اور جو حربی مسلمان ہو کر دار الحرب مین رہتا ہو اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرے اُس سے سود لینا اسی طرح جمیع بیوع فاسدہ سے جس مین اُسکی رضا ہو اُسکا مال لینا جائز ہی اور ائمۂ ثلثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک حرام ہی اور دار الاسلام مین کسی سے لینا مطلقاً یا دار الحرب مین مسلم اصلی یا ذمی سے یا اُس حربی سے (جو اسلام لاکر ہجرت کے بعد دار الحرب کی طرف لوٹ گیا ہو) لینا یا کسی کو سود دینا بالاتفاق حرام ہی ولا بین حربی مسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا غدر خلافا للثانی والثلاثۃ وحکم من اسلم فی دار الحرب ولم یہاجر کحربی در مختار اخرنا بالحربی عن المسلم الاصلی والذمی وکذا عن المسلم الحربی اذا ہاجر الینا ثم عاد الیہم فانہ لیس للمسلم ان یرابی معہ اتفاقا قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم الی اخر ما قال واطال اھ رد المحتار
دلیل ائمۂ ثلثہ و ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی اطلاق دلائل ہی من غیر فصل بین المسلم وغیرہ اور دلیل طرفین کی تین ہین دو نقلی ایک عقلی دلیل اول قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ہدایہ دلیل ثانی قصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شرط مقرر فرمانے کا غلبۂ روم پر کہ یہ بعینہ قمار ہی فی الکمالین حاشیۃ تفسیر الجلالین روی انہ لما انزل اللہ ہذہ الایۃ[1] خرج ابو بکر یصیح لیظہرن الروم علی فارس بعد بضع سنین فقال لہ ابی بن خلف کذبت اجعل بیننا وبینک اجلا اراہنک علیہ فراہنہ علی عشر قلائص من الابل وجعل الاجل ثلث سنین وفی روایۃ خمسا وفی اخری ستا فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال البضع ما بین الثلث الی التسع فزایدہ فی الخطر ومادہ فی الاجل فجعلہا مائۃ قلوص[2] الی تسع سنین فظہرت الروم علی فارس فی سنین فاخذہ ابو بکر من ورثۃ ابی بن خلف وکان قد مات وجاء بہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتصدق بہ اھ تیسری دلیل

[حاشیہ: ابو یوسف ای الامام؛ من الائمۃ الاربعۃ غیر امامنا الاعظم ۱۲؛ امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲]

[1] یعنی الم غلبت الروم الخ منہ دامت فیوضہم ۱۲ [2] قلوص بالفتح شتر مادہ جوان و شتر مادہ کہ بران سوار توان شد و شتر مادہ دراز یا و دست ۱۲ صراح اللہم اغفر لکاتبہ

یہ کہ مال اہل حرب کا مسلم مستامن کے لیے بوجہ غیر معصوم ہونے کے حلال ہے بشرطیکہ غدر نہ کرے لیکن
یہ تینوں دلیلیں مخدوش ہیں **اما الاول** فلما فی تخریج الزیلعی بعد ذکر الحدیث المذکور۔
قلت غریبٌ واسند البیہقی فی المعرفة فی کتاب السیر عن الشافعی قال قال ابو یوسف انما قال
ابو حنیفة رح هذا لان بعض المشیخة حدثنا عن مکحول عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه
قال لا ربوا بین اهل الحرب واظنه قال واهل الاسلام قال الشافعی وهذا لیس بثابت ولا حجة
فیه انتهی کلامه **اما الثانی** فلما فی الکمالین بعد سوق الحدیث وذکره البغوی والبیضاوی
واصله عند الترمذی وفیه انه کان ذلک قبل تحریم القمار وکذا ذکر الطحاوی فی شرح
الآثار فلا یصح الاستدلال به علی جواز العقود الفاسدة فی دار الحرب کما هو قول علمائنا
انتهی اقول عبارة الترمذی هکذا وذلک قبل تحریم الرهان اه علی انه یمکن ان یقال ان هذا
لم یکن فی الحقیقة قمارا لانه هو الذی یکون الشرط فیه من الجانبین اما اذا کان من جانب واحد
فهو مباح وههنا وان کان فی الظاهر من الجانبین لکن لما کان غلبة الروم امرا متیقنا باخبار
الله تعالی لم یبق الحظر وصار کان الشرط من جانب واحد وصارت هذه المراهنة فی قوة
ان یقال اذا غلبت الروم علی فارس اعطی اُبَیٌّ ابا بکر مائة قلوص ولا شئ علی ابی بکر
اما الثالث فلان عدم العصمة مع الرضا انما یؤثر لو کانت الحرمة لحق العباد واذ هی لحق
الشرع فکیف ترتفع وان رضوا الف رضیً هذا ما عندی ویمکن ان یجاب **عن الاول**
بان طعن الشافعی جرح مبهم واستدلال الامام الاعظم رح تعدیل وتصحیح له علی ما قرر ان
المجتهد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا له والجرح وان کان مقدما علی التعدیل لکن
اذا کان مفسرا واما اذا کان مبهما کما فی ما نحن فیه فالتعدیل مقدم علیه **وعن الثانی**
اما اولاً فبانه وان سلم انه کان قبل تحریم القمار لکن لا یلزم منه نسخه بل لعدم التعارض لجواز
ان یقال باباحته مع اهل الحرب وبحرمته مع اهل الاسلام فلا تعارض فلا نسخ واما ثانیاً
فبانه لو سلم التعارض فمع اباحة القمار لا اباحة اخذ الربوا من اهل الحرب والکلام فیه
والجواب عن العلاوة انه وان سلم عدم کونه قمارا فی الحقیقة لکن العبرة لظاهر
العقود وهو قمار فی الظاهر البتة ولذا یتحقق القمار لو کان الرهان فی فرسین یغلب

علی الظن سبق احدھما ایضًا وعن الثالث بانہ وان کان حرمۃ الربوا لحق الشرع لکنہا لاتتجاوز الی اھل الحرب للنص الذی ذکرنا وحرمۃ مالھم ان کانت للغدرۃ واذ لیست فلیست ولایخفی ما فی ھذہ الاجوبۃ ان تاملت دریت والعلم عند اللہ تعالی ثم ھھنا شبھتان اخریان قویتان مستقلتان احدھما انہ لایجوز تخصیص الکتاب الذی دل علی حرمۃ الربوٰ مطلقا بخبر الواحد الذی دل علی حلہ مع اھل الحرب وثانیتہما ان الدلیل لم یفرق بین الاخذ والاعطاء فاباحۃ احدھما وتحریم الاخر ترجیح بلا مرجح ودعوی بلا دلیل ویمکن ازالۃ الاولی بان التخصیص بخبر الواحد انما لایجوز ابتداء واما بعد التخصیص بقطعی فیجوز وھھنا کذلک لان الدلائل التی دلت علی عدم کون الکفار مخاطبین خصصت اٰیۃ الربوٰا فی حق اھل الحرب فصارت ظنیۃ وحینئذ یجوز تخصیصہا بالخبر المذکور وازاحۃ الثانیۃ بان اعطاء الربوا اھل الحرب نوع من الاحسان بھم لانہ زیادۃ بلا عوض ونحن نھینا عنہ بقولہ تعالی اِنَّمَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ (مفعول ثان للاعطاء ۱۲) قَاتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ اَخۡرَجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ وَ ظٰھَرُوۡا عَلٰۤی اِخۡرَاجِکُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡھُمۡ (فی سورۃ الممتحنۃ ۱۲) الاٰیۃ بخلاف الاخذ فھذا ھو الفرق تامل ویؤید الثانی والثالث قولہ تعالی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (فی سورۃ البقرۃ ۱۲) الاٰیۃ اخرج ابو یعلی فی مسندہ وابن مندۃ من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال بلغنا ان بنی عمرو بن عوف الثقفی کانوا یداینون بنی المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم وکانوا یربون فلما اظھر اللہ تعالی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مکۃ ووضع یومئذ الربوا فاتوا بنو عمرو وبنو المغیرۃ الی عتاب بن اسید وھو علی مکۃ فقال بنو المغیرۃ ماجعلنا اللہ اشقی الناس بالربوا ووضع عن الناس غیرنا فقال بنو عمرو صولحنا علی ان لنا ربوانا فکتب عتاب فی ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت الاٰیتان وقال البغوی قال السدی نزلت فی العباس وخالد بن ولید وکانا شریکین فی الجاھلیۃ یسلفان فی الربوا الی بنی عمرو ناس فی ثقیف فجاء الاسلام ولھما اموال عظیمۃ فی الربوا فانزل اللہ ھذہ الاٰیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فی خطبۃ یوم عرفۃ الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضعہ من دمائنا

الربوا نظر

دم ربیعۃ بن الحارث کان مسترضعا فی بنی سعد فقتلہ ھذیل وربوا الجاھلیۃ موضوعۃ
واول ربوا اضعہا ربوا عباس بن عبد المطلب فانہا موضوعۃ کلہا **تفسیر مظہری** وجہ
التائید ان مکۃ قبل الفتح کانت دار الحرب فلو کان الربوا حلالا لم یمنع الاسلام من استیفاء
ما وجب بھذا السبب الحلال کذمی باع خمرا ثم اسلم یجوز لہ قبض الثمن واللازم منتف
فکذا الملزوم ومن ھھنا لا نقر الذمیین علی المرابات بخلاف بیع الخمر والخنزیر کما فی
الھدایہ لحرمۃ الاول فی الادیان کلہا بخلاف الثانی فانھم یستحلونہ وانا امرنا ان نترکھم
وما یدینون فکما انہ ممنوع فی حق الذمیین ممنوع فی حق الحربیین ایضا لان الدیانات
لا تتفاوت وانا لا نمنع الحربیین لعدم الولایۃ فاذا کان ممنوعا فی الحربیین انفسھم فمع
المسلمین اولی کما لا یخفی **فان قیل** یلزم کون الکفار مخاطبین بالفروع **اجیب** یلتزم ذلک علی
مذھب الثلثۃ وعلی طرز الحنفیۃ نقول ما قال العلامۃ الشامی لان الصحیح من مذھب
اصحابنا ان الکفار مخاطبون بشرائع ھی محرمات فکانت ثابتۃ فی حقھم ایضا اھ اقول ویستثنی
من ذلک ما ثبت حلہ فی دینھم کالخمر وغیرہ ویعضدھم ایضا عطف **قولہ تعالیٰ** وَمَآ اٰتَیْتُم
مِّنْ رِّبًا بان یعطی شئ ھبۃ او ھدیۃ یطلب الکثر منہ فسمیٰ باسم المطلوب من الزیادۃ فی المعاملۃ فی سورۃ الروم۱۲
لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ المعطین ای یزید فَلَا یَرْبُوْا یزکوا عِنْدَ اللّٰہِ ای لا ثواب فیہ للمعطین
عطف **وقولہ تعالیٰ** وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ بالرفع حال ای لا تعط شیئا لتطلب الکثر منہ **جلالین**
فی سورۃ المدثر۱۲ وھذا خاص وقیل عام **کمالین** وجہ الاعتضاد ان سورتی الروم والمدثر کلیتھما مکیتان
نزلتا قبل الفتح وقد کانت مکۃ حینئذ دار حرب وقد نھی فیھما عن اعطاء الھدایۃ لطلب
الزیادۃ وان لم یشترط فکیف اذا شرطت فیکون منھیا عنہ بالاولی فلو کان الربوا مباحا
ثم لما کان للنھی معنی **ویمکن الجواب عن الاول** بان وضع ربوا الجاھلیۃ لا یلزم
ان یکون لحرمتہ بل لما کان فیہ من اثارۃ الفتنۃ ای التاکید۱۲ والتباغض کوضع الدماء ما کان لاجل
اباحتہا بل للعلۃ المذکورۃ واما منعنا اھل الذمۃ عن الربوا فلصون المسلمین عنہ و
الربوا ایضا مستثنی عن العقود المحرمۃ لقولہ علیہ السلام لا ربوا بین اھل الحرب و
عن الثانی بان العلماء اتفقوا علی ان النھی فیھما للتنزیہ وان تحریم الربوا ملہ فی
ای العضد۱۲

هکذا اوقع القیل والقال ودار الجواب والسؤال والله اعلم بحقیقة الحال بالجملہ بعد اللتیا واللتی
طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک حربی سے دار الحرب مین سود وغیرہ لینا جائز ہی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک
حرام ہی اور باقی صورتین بالاتفاق حرام یہانتک تو تحقیق تھی اختلاف مجتہدین کی حلت و حرمت مین اور یہ سب
جب ہی کہ امام صاحب کے قول کو ظاہر پر رکھا جاوے لیکن بعض علمائے[ع] محققین قول امام کی تاویل فرماتے
تھے کہ اگر دار الحرب مین کسی نے سود لیا تو امام اُس سے کچھ تعرض نہ کریگا جیسا دار الحرب مین زنا کرنے سے
امام اُسپر حد جاری نہین کرتا یہ معنی ہین اباحۃ کے مگر یہ تاویل بعید معلوم ہوتی ہی بچند وجوہ اوّلا لفظ طیب لہ
سیر کبیر مین مصرح ہی ثانیا حرمۃ فروج کی تصریح کی ہی حالانکہ اباحۃ بالمعنی المذکور مشترک ہی ثالثا اس معنی کے
اعتبار سے لینا دینا دونون برابر ہین پھر وجہ فرق کیا ہی فتامل اور بعض فضلاء[عہ] مدققین نے احراز بدار الاسلام
کو شرط فرمایا ہی اور اس دعوی کو دلائل سے ثابت کیا ہی اگرچہ کتب متداولہ مین مذکور نہین مگر مسلمین حربین
مین اسکی اباحۃ کی تصریح اسکے منافی ہی کہ وہان احراز نہین ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ جواز معاملہ امر آخر ہی اور
اباحۃ مال شی دیگر اور مدعا امام صاحب کا ثانی ہی نہ اول اور فرق دونون مین مسئلۂ قضاء قاضی بشہادۃ
الزور مین معلوم ہوتا ہی کہ مال مباح ہوجاتا ہی اور یہ طریق حرام ہی اسیطرح اگر کوئی مقرض کسی مستقرض سے
اپنا دین وصول نہ کرسکے اور وہ یہ حیلہ کرے کہ ایک حر کو اُسکے ہاتھ بعوض ثمن مساوی دین کے بیع کرکے
روپیہ پر قبضہ کرلے تو یہ معاملہ حرام ہوگا اور مال حلال یہ قول بہت عمدہ معلوم ہوتا ہی کیونکہ جواز معاملہ کی
کسی نے تصریح نہین کی مال کو البتہ طیب لکھا ہی فانصف ولا تعسف وما سبق فی اول الرسالۃ
من عبارۃ رد المحتار انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ للمسلم الخ لا حجۃ فیہ اما اولا
فلانہ لیس ھذا العنوان بخصوصہ منقولا عن المجتہد واما ثانیا فلان محط الفائدۃ فی ھذہ
العبارۃ لیس لفظ حل المباشرۃ بل التقیید بکون الزیادۃ للمسلم فیحتمل التجوز فی لفظ حل
المباشرۃ حیث عبر بہ عن اباحۃ المال کما فی الھدایۃ لان مالھم ثمہ مباح اب باقی رہی
تحقیق اسکی کہ ملک ہندوستان دار الاسلام ہی یا دار الحرب پس یہ تو ظاہر ہی کہ قبل عملداری انگریزی
ہندوستان دار الاسلام تھا اور ہندو وغیرہ ذمی ہوکر رہتے تھے اب یہ جاننا چاہیے کہ دار الاسلام کن
چیزون سے دار الحرب ہوجاتا ہی اسمین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب تو یہ ہی کہ مجموعہ امور ثلاثہ سے

[ع] المراد بہ مولانا محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالی ۱۲ [عہ] المراد بہ مولانا محمد قاسم النانوتوی رحمہ اللہ تعالی ۱۲

ہوتا ہی (۱) اہل شرک کے احکام جاری ہونے سے تفسیر اسکی یہ ہو کہ احکام اسلام مین سے کچھ باقی نہ رہے (۲) اُسکے متصل ہونے سے دار الحرب کے ساتھ (۳) اس سے کہ وہان مسلم یا ذمی بے دھڑک نہ باقی رہے امان اول سے آور صاحبین کے نزدیک فقط احکام کفر کے ظاہر ہونے سے دار الحرب ہوجاتا ہی لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثۃ باجراء احکام اہل الشرک وباتصالہا بدار الحرب وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول علی نفسہ در مختار وقالا بشرط واحد لا غیر وہو اظہار حکم الکفر وہو القیاس ہندیہ رد المحتار قولہ باجراء احکام اہل الشرک ای علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام ہندیہ وظاہرہ انہ لو اجریت احکام المسلمین واحکام اہل الشرک لا تکون دار الحرب ط رد المحتار آور ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر دار الحرب ہی کیونکہ اگرچہ احکام شرک کے اسمین علی الاعلان جاری ہین لیکن احکام اسلام کے بھی بلا خوف مشتہر ہین آور دونون کے باقی رہنے سے دار الحرب نہین ہوتا اور نہ امام صاحب کے قول پر دار الحرب ہی کیونکہ اجراے احکام کفر بتفسیر مذکور یہان نہین ہوا بلکہ بدستور احکام اسلام جاری ہین اور ایسی صورت مین دار الحرب نہین ہوتا چنانچہ غایۃ الاوطار مین ہی استروشنی نے اپنی فصول مین ابو الیسر سے ذکر کیا کہ دار الاسلام دار الحرب نہین ہوتا جبتک کہ وہ سب امور باطل نہو جائین جنکی جہت سے وہ دار الاسلام ہوا ہی آور اسبیجابی نے اپنے مبسوط مین اسی طرح ذکر کیا ہی آور امام ناصر الدین نے منشور مین ذکر کیا کہ دار الاسلام بسبب جاری ہونے احکام اسلام کے دار الاسلام ہوا ہی جب تک کوئی چیز علائق اسلام سے باقی رہیگی تو جانب اسلام کو ترجیح دی جائیگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اھ اور اتصال اسکو بعض جوانب سے دار الحرب کے ساتھ ہی اور بعض جوانب سے دار الاسلام کے ساتھ اور بعض جوانب سے دریاے شور کے ساتھ چنانچہ ماہرین جغرافیہ پر مخفی نہین اور دریاے شور مین علما کا اختلاف ہی کہ دار الحرب کے حکم مین ہی یا کسیکے حکم مین نہین یا یہ کہ اُسکے ماورا کا اعتبار ہی وفی الشرنبلالیۃ قبیل باب العشر سئل قاری الہدایۃ عن البحر الملح امن دار الحرب او الاسلام اجاب انہ لیس من احد القبیلین لانہ لا قہر لاحد علیہ اھ قال فی الدر المنتقی ہناک لکن قدمنا فی باب نکاح الکافر ان البحر الملح ملحق بدار الحرب اھ رد المحتار اور علامہ شامی نے ایک مقام پر کہا ہی وظاہرہ ان البحر لیس بفاصل اھ یعنی اُسکے ماورا کا اعتبار ہی پس اتصال اسکو جانب بحر مین (جیسے متصل ملک عرب سے)

یا دار الحرب سے ہی یا دار الاسلام سے یا کسی سے بھی نہین بہرحال پورا اتصال اسکو دار الحرب سے نہین پس
درصورت تعارض اتصالات مثل اجرای احکام کے ترجیح اتصال دار الاسلام کو ہوگی جسکا مقتضا یہ ہی
کہ دار الاسلام ہو دوسری شرط بھی مفقود ہوئی رہی تیسری شرط وہ بھی مفقود ہی کیونکہ ابتداے حکومت
انگریزی مین رعایا پر کسی قسم کی دار وگیر و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہین ہوئی بلکہ بدستور ہر شخص
اپنے جان ومال پر مطمئن رہا شاید کسی کو شبہہ ہو کہ غدر سے تو امان اول باقی نہین رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت
ہوئی اول تو یہ بات غلط ہی غدر مین صرف باغیون کو اندیشہ تھا عام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی
دوسری سلمنا غایت سے غایت یہ ہوگا کہ بعض کے لیے امان اول باقی ہی بعض کے لیے امان ثانی یہ بھی
مثل دونون اجراؤن یا دونون اتصالون کے ہوگا اور ترجیح دار الاسلام کو دی جاویگی اور اگر بالفرض
والتقدیر اس صورت مین دار الحرب بھی ہوگیا ہو تب بھی دار الحرب اجرای احکام اسلام مثل جمعہ وعید سے
دار الاسلام ہو جاتا ہی فی الدر المختار ودار الحرب یصیر دار الاسلام باجراء احکام اہل
الاسلام فیہا کجمعۃ وعید ان بقی فیہا کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام درراہ اس صورت
مین بھی ہندوستان دار الاسلام ہوگا[1] یہانتک تحقیق ہوئی ہندوستان کے دار الاسلام یا دار الحرب
ہونے کی تقریر بالا سے واضح ہوا کہ اول تو اس مسئلہ مین ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رحمہ مخالف اور
طرفین کے دلائل مخدوش[2] اور اگر خدشات سے قطع نظر کرکے طرفین کے قول پر عمل کرین تو ہندوستان
کا دار الحرب ہونا[عہ] اتفاقاً غیر ثابت[3] پس بنک سے سود لینا کیونکر جائز ہوگا اور ہندو جو کہ عہد شاہی سے ذمی ہین
اُلنسے تو باوجود دار الحرب ہونے کے بھی لینا جائز نہوتا[4] فکیف وہو دار الاسلام اور درصورت

[1] بعض علماے محققین کی اسمین یہ تحقیق ہو کہ ہندوستان من کل الوجوہ نہ دار الحرب ہی نہ دار الاسلام بلکہ بین بین ہی جیسا حبشہ تھا کیونکہ حبشہ اگر دار الحرب ہوتا تو وہان جانے کا نام ہجرت کیون ہوتا اور اگر دار الاسلام ہوتا تو وہان سے آنے کا نام ہجرت کیون ہوتا دونون حیثیتون سے دونون ہجرتین صحیح ہوئین اور اس قسم کے لوگ اصحاب الہجرتین کہلائے اس تحقیق کی نفاست مین کوئی کلام نہین مگر خدشہ اس قدر ہے کہ ممکن ہو کہ حبشہ دار الحرب ہو لیکن بوجہ امن کے وہان ہجرت ہوئی اور یہ ہجرت دار الخوف سے طرف دار الامن کے ہو اور وہان سے مدینہ کی طرف دار الحرب سے طرف دار الاسلام کے ہو یعنی دو ہجرتون کے ہون چنانچہ بعض علمانے اس مضمون کے قریب قریب لکھا ہو اور ارشد العلماء کا ارشاد دار الحرب ہونے کے باب مین اور طور پر ہی جو آخر رسالے مین منقول ہی ۱۲ منہ [2] رسم المفتی مین مقرر ہو چکا ہی کہ وقت تعارض اقوال علمار کے قوۃ دلیل مین نظر کرنا چاہیے اور جب اسکی اہلیت نہو تو اُسکا دوسرا حکم ہی ورنہ مرجوع پر عمل کرنا منع کیا گیا ہی ۱۲ منہ عفی عنہ [3] پھر امام صاحب کا قول ماول جیسا سابقاً حاشیہ مین نقل کیا گیا ۱۲ منہ زادت افاداتہ [4] نعم لو قیل بارتفاع العہد الاول کما ارشد الیہ ارشد العلماء لما بقی الہنود ذمیین ۱۲ منہ دامت فیوضہم

[عہ] ارشاد مولانا رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

دار الحرب ہونے کے اگر مسلمان سے لینا جائز ہوتا تو اُس مسلمان سے جو حربیّون مین سے اسلام لاتا نہ مسلم اصلی سے اور نہ ذمی نو مسلم سے اور دینا تو کسی حالت مین جائز نہین ہو سکتا پس تعجب ہی کہ بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہین اور بعض لوگ لیکر خود نہین کھاتے دوسرون کو کھلا دیتے ہین یہ ایک اعتبار سے پہلے سے زیادہ بُرا ہی کیونکہ صنفِ اول تو غالبًا کبھی نادم بھی ہو جاتے ہونگے اور یہ لوگ تو اپنے کو بالکل بری الذمہ اور اپنی راے کو مستحسن سمجھتے ہین وَهُمْ يَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا الاٰیۃ کیا نہین جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے دونون پر لعنت فرمائی ہی حافظ رح نے کیا خوب کہا ہی **شعر** ترسم کہ صرفۂ نہ برد روز بازخواست ٭ نان حلالِ شیخ ز آبِ حرام ما ٭ **فائدہ** اور ایک صورت تجارت بنک کی یہ ہی کہ مالکان روپیہ نفع نقصان مین شریک رہتے ہین مگر منافع بوجہ مصالح انتظامیہ بمقدار معین مالکون کو ملتے ہین باقی امانۃً بنک مین جمع رہتے ہین یہ صورت بحث مذکور سے خارج ہی مگر چونکہ اہل بنک روپیہ کو سود کے لین دین سے بڑھاتے ہین اسوجہ سے یہ نفع حرام ہی اسیطرح اگر ڈاک خانہ مین جمع کر دیا جاوے اور یہ تحقیق ہو جاوے کہ یہ روپیہ سود پر یا عقود باطلہ و فاسدہ مین نہین چلتا تو جائز ہی ورنہ اعانت علی الحرام حرام ہی **فرع** اگر غلطی سے کسی نے سود کا معاملہ کر لیا اور اب وہ توبہ کرتا ہی تو اُسکو چاہیے کہ بقدر اصل وصول کر کے باقی چھوڑ دے **فی التفسیر المظہری** عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس فقال انی اقرضت رجلا یبیع السمك عشرین درهما فاهدی الی سمكة قومتها ثلثة عشر درهما فقال خذ منه سبعة دراهم رواه ابن **الجوزی** **فرع** بعض لوگ اپنا حصہ بنک مین دوسرے کے ہاتھ کم و زیادہ کے عوض فروخت کر ڈالتے ہین یہ بھی جائز نہین کہ اموال ربویہ مین وقت اتحاد قدر و جنس کے تفاضل و نسیہ ہر دو اور وقت اختلاف احدہما کے نسیہ حرام ہی پس اگر برابر معاوضہ بھی ہوتا تب بھی بوجہ حاضر نہونے احد البدلین کے یہ بیع حرام تھی چہ جائیکہ تفاضل و نسیہ دونون موجود ہون اور اشرفی کے عوض اگر بیع ہو تب بھی بوجہ نسیہ کے ناجائز ہی **فی الهدایه** الربوا محرم فی کل مكیل و موزون اذا بیع بجنسه متفاضلا وان تفاضلا لم یجز لتحقق الربوا واذا

سلہ الا للمحتاج حاجة شدیدة یعتبر الشرع تلك الحاجة لا ما فیه اسراف وتنعم وجاه ففی الاشباه والنظائر آخر القاعدة الخامسة من الفن الاول بكذا فی القنیة والبغیة یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح آه وفی الحموی نحو ذلك ۱۲ منه

علام الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء اہ فرع[۱] تصلح مخلصاً عن ہذہ البلیۃ وان کان ابلاء للغیر القدر اگر کسی سے اُسقدر روپیہ کہ داخل بنک کیا ہے بشرط وصول نہ ہونے کسی قدر کے ورنہ بقدر باقی قرض لیکر اُسکو سب کی رضا سے کارکنان بنک پر حوالہ کردے تو جائز ہے اسی طرح اگر حوالہ کے بعد لے تب بھی درست ہے فی الہدایۃ وھی جائزۃ بالدیون وتصح الحوالۃ رضاء المحیل والمحتال والمحتال علیہ اہ یہ تحقیق اس مسئلہ کی بقدر امکان بطرز تقلید و روایت ہے جسکو تحقیق و درایت مطلوب ہو چاہیے کہ مکتوب حضرت افضل المحققین واکمل المدققین مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ سابغۃ کی طرف (جو اس باب مین رسالہ قاسم العلوم مین موجود ہے) رجوع کرے وفی ماذکرنا کفایۃ لاہل العقول المتوسطۃ ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ہذا آخر ما اردنا ایرادہ من الجواب اللھم تقبلہ واجعلہ ذریعۃ للسداد والصواب یا کریم یا وہاب انک عزیز غفور تواب کان تسویدہ فی یوم الجمعۃ ثالث صفر ۱۳۰۰ھ والفراغ من تبییضہ یوم الخمیس فی خامس وعشرین من رمضان المبارک ۱۳۰۰ھ فی بلدۃ الکانفور حفظہا اللہ تعالیٰ عن الفتن والشرور

بشارات منامیہ

بعد فراغ اس تالیف کے ایک شب مین نے خواب دیکھا کہ ایک چھوٹا سا مجمع موجود ہے اور لوگ کھانے مین مشغول ہین مین بھی شریک ہوا طعام نہایت لذیذ تھا اور لوگون مین تذکرہ تھا کہ یہ کھانا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حصہ طعام جنت سے ہے آہ غالباً اس رویا کو قصہ مراہنہ سے مناسبت ہے شاید یہ معنی ہون کہ حضرت صدیق رضہ مستحق ایسے طعام طیب کے ہین نہ خراج مراہنہ کے اسی لیے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ محتاجون کو دیدیے تھے کیونکہ ہر مال مشتبہ کا حکم یہی ہے کہ خود استعمال مین نہ لاوے ایسے لوگون کو جو مخمصہ کی حالت مین ہو دیدیوے۔

رویاء دوم دوسری شب بحث حدیث مراہنہ مذکورہ کی دیکھی جسکی تفصیل یاد نہین رہی۔[۲]

رویاء سوم تیسری شب ایک صاحب علم کو دیکھا کہ اُنھون نے ایک کتاب بصورت درمختار مع الشامی کے کھولکر کتاب النکاح نکالکر ایک عبارت پڑھی جسکا حاصل یہ تھا کہ جو شخص فلان امر کو

---

[۱] پھر اُس محتال کا بعینہ وہ حکم ہوگا جو محیل کا تھا ۱۲ منہ [۲] بخوف تطویل اُسکے مضامین درج نہین کیے ۱۲ منہ

حرام کیے وہ ربوا کو دار الحرب مین کیسے حلال کہہ سکتا ہی مین نے جواب دیا جسکا حاصل یہ ہی کہ یہ استدلال ضمنی ہی حالانکہ اُسی کتاب مین لا ربوا بین المسلم والحربی مصرح ہی اور تصریح ضمنی پر مقدم ہوتی ہے وہ شخص ساکت ہوگئے اُسی حالت مین اُسی کتاب مین ایک مقام پر یہ عبارت نوشتہ دیکھی الاحوط مذہب الشافعی جس سے مجکو اُسوقت اطمینان ہوگیا اھ

رؤیاء چہارم چوتھی شب خواب دیکھا کہ کوئی شخص اس مضمون کا ایک استفتار لایا ہی جسکے جواب لکھنے کا مین ارادہ کرتا ہون پھر کسی وجہ سے اُسنے مجھ سے واپس لے لیا اور مین خیال کرتا ہون کہ پھر میرے پاس واپس آویگا اور مجکو کئی روز سے رسالہ قاسم العلوم کی جستجو تھی مگر ملتا نہ تھا اُسی خواب مین دیکھا کہ کسی نے مجکو کسی شخص کا نام لیکر پتہ تبلایا کہ وہ لیگیا ہی مین اُس سے لینے کا ارادہ کرتا ہون جس کے صبح کو وہ کتاب مجکو مل گئی۔

رؤیاء پنجم پانچوین شب کو دیکھا کہ مین مکہ معظمہ مین ایک سال مقیم ہون اور کچھ خیال چلنے کا کرتا ہون اھ غالبا اشارہ اولویت ہجرت کی طرف یا اشتراط احراز کی طرف ہوگا فقط بحمد اللہ ان خوابون سے اس تحریر کی تائید ہوتی ہی والحمد للہ علی ذلک وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ولست ھنالک وحکیت ھذہ البشارات تحدثا بنعمۃ اللہ تعالیٰ لا افتخارا وای فخر لمن اولہ نطفۃ مذرۃ واٰخرہ جیفۃ قذرۃ وھو بین ذلک یحمل العذرۃ۔

تکملہ در شدت امر ربوا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ کھاتے ہین سود نہ اُٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اُٹھتا ہی جسکے حواس کھوئے جن نے لپٹ کر یہ اسواسطے کہ اُنھون نے کہا سوداگری بھی تو ویسا ہی ہی جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سوداگری اور حرام کیا سود پھر جسکو پہونچی نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اُسکا ہی جو آگے ہو چکا اور اُسکا حکم اللہ کے اختیار اور جو کوئی پھر کرے وہی ہین دوزخ کے لوگ اُسی مین رہ پڑے مٹاتا ہی اللہ سود اور بڑھاتا ہی خیرات اور اللہ نہین چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ اُنکو ہی بدلا اُنکا اپنے رب کے پاس اور نہ اُنپر ڈر ہی نہ وہ غم کھاوینگے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہگیا سود اگر تمکو یقین ہی پھر اگر نہین کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُسکے رسول سے

ف۱ اگر حربیون کو سود حلال ہوتا تو اس قول پر اُنکے تشنیع کیون فرماتے پھر مسلم کو بدرجۂ اولی حرام ہوگا ۱۲ منہ

اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہونچتی ہین اصل مال تمھارے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر اور اگر ایک شخص ہی تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جب تک کشایش پاوے اور اگر خیرات کر دو تو تمھارا بھلا ہی اگر تمکو کچھ سمجھ ہو اور ڈرتے رہو اُس دن سے جسمین اُلٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اُسنے کمایا اور اُنپر ظلم نہوگا انتہی **ابو سعید خدری** رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ **فرمایا** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج مین لیگئے مجکو جبرئیلؑ بہت لوگون کے پاس کہ اُنکے شکم مانند کوٹھری کے تھے اور آل فرعون کی راہ مین پڑے ہوے ہین جب یہ لوگ جہنم پر پیش ہونے کے لیے صبح شام آتے ہین وہ لوگ انکی آہٹ سنتے ہین تو کھڑے ہو کر بھاگنا چاہتے ہین مگر پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہین پھر اُٹھتے ہین پھر گر پڑتے ہین غرض وہان سے ہٹ نہین سکتے یہانتک کہ آل فرعون اُن پاس آ پہونچتے ہین اسی طرح آتے جاتے اُنکو پامال کرتے ہین یہی عذاب ہی اُنکا برزخ مین درمیان دنیا و آخرت کے مین نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کون لوگ ہین اُنھون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو سود کھاتے ہین نہ اُٹھینگے مگر جیسا اُٹھتا ہی وہ شخص جسکو شیطان نے لپٹ کر بدحواس کر دیا ہو **رواہ البغوی** اور حضرت **ابوہریرہ** رضؓ سے روایت ہی کہ **فرمایا** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَین شبِ معراج مین ایک جماعت پر گذرا کہ اُنکے پیٹ کوٹھری کے برابر ہین اُسمین سانپ بھرے ہین کہ وہ پیٹ کے باہر سے نظر آتے ہین مین نے اُنکا حال پوچھا اُنھون نے کہا یہ لوگ سود کھانے والے ہین **رواہ احمد و ابن ماجہ۔ جابرؓ** سے روایت ہی کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور لکھنے والے پر اور گواہون پر اور فرمایا یہ سب برابر ہین **رواہ مسلم** اور **عبد اللہ بن حنظلہ** (جنکو فرشتون نے بعد موت غسل دیا تھا) روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درم ربوا کا کہ کھائے اُسکو مرد اور حال یہ کہ وہ جانتا ہو سخت تر ہی چھتیس ۳۶ زنا سے رواہ احمد و الدارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے اسقدر اور زائد کیا ہی کہ جسکا گوشت حرام مال سے بڑھا ہو جہنم اُسکے لائق ہی اور **ابوہریرہ** رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ **فرمایا** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سود کے ستر گناہ ہین ادنی گناہ ایسا ہی کہ وہ شخص اپنی مان سے صحبت کرے رواہ ابن ماجہ والبیہقی اور اسکے سوا کثرت سے وعیدین وارد ہین بطور انموذج کے اسی قدر پر قناعت کی گئی

یہ وعیدین سنکر کوئی عاقل نہوگا جو احتمال ربوا سے بھی نہ بچیگا مقام غور ہی جس چیز کی نسبت اطبا کا اختلاف ہو دو طبیب کہتے ہون کہ یہ زہر نہین اور تمام جہان کے اطبا کہ وہ بھی حذاقت و مہارت مین اُنکے ہی ہم پلہ ہون اُسکو بدلیل قوی زہر تبلاتے ہون اور نافع ہونے پر سب کا اتفاق ہو کوئی عاقل نہوگا جو ایسی چیز کھائے پس اگر بالفرض والتقدیر کوئی شخص عرق ریزی کرکے ہندوستان مین سود مبحوث فیہ کا جواز طرفین کی رائے پر ثابت بھی کر دے تب بھی اس سے بچنا ضروری تھا اسی واسطے حدیث شریف مین ہو الاثم ما حاك فی صدرك اور نیز ارشاد ہو لکل ملك حمیٰ وحمی الله محارمه فمن ارتع حول الحمی یوشك ان یقع فیه اور آیا ہو دعوا الربوا والریبة چہ جائیکہ جواز ثابت بھی نہ ہو اس صورت مین کیونکر اسکو حلال و مباح سمجھا جاویگا فانصف ولا تعسف و لا تکن من المتجرئین المتہورین علی الله تعالیٰ

التماس مؤلف یہ رسالہ مین نے کسی غرض نفسانی سے نہین لکھا بلکہ محض واسطے ہدایت خلق کے اگر بتقاضائے قلت استعداد و فقدان مہارت روایت یا درایت مین کچھ غلطی رہگئی ہو تو مجکو بذریعہ خط کے مطلع فرماوین انشاء الله تعالیٰ بشرط صحت تسلیم کرلی جائیگی والسلام علی من اتبع الھدی والملام علی من اطاع الھوی ام للانسان ما تمنی فلله الاخرة والاولیٰ۔

فتوی دیگر از احقر عفی عنہ

سوال

بنظر حالات موجودہ و افلاس مسلمانان کیا سود کا لین دین خواہ آپس مین خواہ غیر اقوام سے شرعًا جائز ہے یا نہین۔

الجواب

جب آیت تحریم ربوا نازل ہوئی ہی افلاس اسوقت سے زیادہ تھا اور نیز بہت سا سود اُن معاملات کے متعلق باقی تھا جو کہ زمانہ جاہلیت مین اور حالت کفر مین ہوے تھے اُسپر ہی حکم ہوا کہ سب سود چھوڑ دو ورنہ خدا اور رسول کی طرف سے اشتہار جنگ ہی جب متعاقدین کی حالت کفر کا سود وصول کرنا جائز نہین رکھا گیا تو ابتداءً ایسا معاملہ کرنا کیونکر جائز سمجھا جاوے گا دوسرے زمانہ نزول وحی مین جو کفار

بنی اسرائیل تھے اُنکی شکایت قرآن شریف مین موجود ہی واخذھم الربوا وقد نھوا عنہ جب کفار کے لیے اجازت نہین جو بعض علمار کے نزدیک مخاطب بالفروع بھی نہین اور اسی بنار پر یہ علمار ربوا کو عقود ذمیین سے مستثنے کہتے ہین کما فی کتاب الغصب من الھدایۃ تو مسلمانون کو جو کہ اجماعًا مخاطب بالفروع ہین کیونکر اجازت ہوگی اور رحمۃ مہداۃ باب الصلح مین بیہقی سے حدیث نقل کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار نجران سے جن شروط پر صلح کی تھی اُنمین یہ بھی قید تھی ما لم یحدثوا حدثا اویاکلوا الربوا جب کفار کو اکل ربوا سے روکا گیا تو مسلمانون کو کیسے حلال ہوگا ومافی الکتب الفقھیۃ من انہ لا ربوا بین المسلم والحربی فلا یستلزم[ل] اباحۃ المال باحۃ العقد واللہ اعلم ۲۳ ذی قعدۃ ۱۳۲۲ھ ہجری۔

ضمیمۂ ملحقہ ۱۳۲۳ھ

جسمین بعض فتاوے دیگر علمار کے جو اس مبحث کے مناسب ہین درج ہین

از مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ اولی ایک شخص نے سودی قرض لیا اور سود ادا کرتا رہا یہانتک کہ اصل کے برابر پہونچگیا آیا وہ عند اللہ بری ہو جائیگا یا نہین۔

مسئلہ ثانیہ ایک شخص کا روپیہ کچھ بنک مین داخل ہو اور فرض کیا جاوے کہ وہان سے واپس نہین ہوسکتا اِس اُسکے منافع سے منتفع ہونا تو مختلف فیہ ہی مگر زکوۃ اُسکی واجب ہوگی یا نہین یا مال ضمار مین داخل ہو گیا۔ یا اُسکے منافع پر زکوۃ آویگی۔ بینوا توجروا۔

الجواب جب سود قدر اصل قرض کے پہونچ گیا عند اللہ تعالی بری ہو گیا اور جو ممکن ہو تو زیادہ نہ دیوے کہ زیادہ دینا موجب اثم ہی اصل واصل ہوا اور نیۃ معطی اور آخذ کی کہ ذمی کو سود کی نیت سے دیا اور لیا ہی لغو ہی فقط واللہ تعالی اعلم۔

[ل] کما مر فی الرسالۃ ولو لم یقبل ہذا التوجیہ قلنا علی سبیل التنزل لما کان من عادۃ العوام الجہلۃ القیاس الفاسد مع الفارق افضی اظہار ہذہ المسئلۃ الی المفاسدۃ الکثیرۃ فلا یساغ فی اظہارہا ۱۲ منہ

الجواب[۱] بنک کا روپیہ ضمار مین داخل نہین کیونکہ ضمار وہ مال ہی کہ اُس سے منتفع نہ ہو سکے اور بنک کے روپیہ سے برابر انتفاع حاصل ہی کہ قسط معین لیتا ہی پس زکوٰۃ تمام دینا چاہیے جیسا دین قوی کا حال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثالثہ دارالحرب[۲] وہ ہی کہ حاکم متصرف اُسکا کافر ہو جیسا تمام کفار کے ملک مین ہوتا ہی اور بعض ممالک مین اسی واسطے خلاف ہو رہا ہی۔ کہ بعد دارالاسلام ہونے کے مغلوب کفار کا ہوا ہی پس صاحبین کا اور امام صاحب کا اسمین اتفاق ہی کہ دارالاسلام جب مغلوب کفار کا ہو جاویگا دارالحرب ہو جاویگا مگر خلاف اسمین ہی کہ مغلوب ہونے کو کسقدر قبضۂ کفار کافی ہی صاحبین رض نے فرمایا کہ کفار اپنا حکم علی الاشتہار جاری کر دیوین کوئی خدشہ اُنکو اور کوئی بند کر دینے والا نہ رہے تو مغلوب ہو گیا اور قیاس بھی اسکو ہی چاہتا ہی کہ غلبہ اسکا ہی نام ہی کہ اپنا حکم جاری کر دیوین تو کوئی مانع نہ رہے مگر امام صاحب نے دو قید زائد کی ہین احتیاطاً کہ غلبہ تمام ہونا انپر موقوف جانا۔ ایک یہ کہ امن وقت اسلام کا باقی نہ رہے بلکہ کفار اپنا عہد و امن جدید جاری کر دیوین پہلے استیمان اسلام کا کوئی اثر نہ رہے تو یہ امر بھی بعض ممالک مین بوجہ اتم موجود ہی بو لو کہ عہد و ذمہ اسلام کہان ہی کوئی اُنکا اثر و نشان نہین ہی بلکہ کفار کا ہر روز عہد ہونا اور اپنا قاعدہ جاری کرنا آفتاب کے مانند ہو رہا ہی دوسرے یہ کہ اتصال اُسکو دارالاسلام سے نہ رہے کیونکہ اگر باوجود اجراء احکام و امن جدید کے اتصال باقی رہیگا تو مسلمان حاکم کو فی الجملہ لینے کی قوت اور سہولت رہیگی۔ کہ ایک ہی حملہ مین کفار کو دفع کرکے قابض ہو جاویگا۔ البتہ اگر وہ قریہ اسلام سے جدا ہو گیا اس طرح کہ درمیان اس مغلوب موضع کے اور دارالاسلام کے کوئی دار کفر کا موضع حائل ہو گیا ہی تو اب اسکا چھوڑانا دشوار ہی اب غلبہ تمام ہو گیا دار کفر بن گیا۔ پس اتصال و انفصال اقلیم واحد کی صورت مین ہی تعجب کرتا ہون فقہای وقت سے کہ اس شرط پر کسطرح غلطی کرتے ہین پورا مطلب نہین سمجھتے کہ کیا ہی۔ بہرحال حسب رای امام صاحب کے بھی وہ ملک مغلوب بوجہ اتم ہو کر دار کفر ہو گیا اور صاحبین کے مذہب پر تو کوئی امر ہی باقی نہین رہا یہ کہ بعد [illegible]ارحرب ہونے کے مسلمانون کو اپنے احکام جاری کرنے پر جو حکام دار و گیر نہین کرتے وہ دوسرا

---

[۱] اسی طرح [illegible] منافع مین بھی زکوٰۃ ہی گو وہ بعض صورتون مین طیب نہ ہو کیونکہ خلط سے وہ مملوک ہو جاتا ہی اور مدار وجوب زکوٰۃ کا ملک پر ہی البتہ غیر طیب کا پھر بھی استعمال جائز نہین بلکہ مضطرین و محتاجین پر تصدق واجب ہی ۱۲

[۲] یہ وہ تحریر ہی جسکا وعدہ نقل آخر مبحث دارالاسلام قریب ختم رسالہ کے حاشیہ مین ہی ۱۲

امر ہی تنوع عبارات فقہاء دیکھکر اور اصل مطلب کو نہ سمجھ کر شبہہ ہوتا ہی اور بعد فہم مطلب اہل مذہب کے امر واضح ہو واللہ تعالی اعلم سوال کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے عمرو کو سو روپیہ قرض دیا اور کسی قدر ماہواری سود مقرر کیا عمرو نے چندروز تک سود ادا کیا جسکی مقدار اصل سے کم یا برابر ہی بعد اُسکے عمرو اصل روپیہ ادا کرنے لگا زید کو سود لینے سے جو گناہ ہوا وہ تو ظاہر ہی مگر دریافت طلب امر یہ ہی کہ سود لینے سے اصل دین تو ساقط نہین ہوا یا ہو گیا اگر ساقط نہین ہوا تو اس روایت کے کیا معنی ہین عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس فقال انی اقترضت رجلا یبیع السمك عشرین درھما فاھدی الی السمکۃ قومتھا ثلثۃ عشر درھما فقال خذ منہ سبعۃ دراھم رواہ ابن الجوزی کذا فی التفسیر المظھری اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ سود مسقط اصل دین ہی حالانکہ یہ ربو اصریح نہ تھا فالصریح اولی اور اگر ساقط ہو گیا تو اس آیت کے کیا معنی ہین وان تبتم فلکم رؤس اموالکم الایۃ فاے تعقیب کا مقتضی یہ ہی کہ بعد توبہ کے پورا راس المال باقی رہتا ہی حیث لم یقل فلکم بعض رؤس اموالکم الا ما اخذ تم او نحوہ یا حکم تعارض وترجیح کا جاری ہوگا یا حکم ابن عباس کا تورعا وتقوی تھا اور حکما وفتوی نہ تھا یا بنا اسکی تھا کہ جب تیرہ درہم لینے سود ہین تو اُسکا رد واجب ہوا پس لیکر رد کرنے سے یہی بہتر کہ مقاصہ ہو جاوے اگر یہ بنا تھی تو زید کے مرنے کے بعد اگر قرض وصول ہو تو اُسکے وارث پر تو رد واجب نہین لانہ لم یاخذ تو اسکے حق مین بھی یہ محسوب کرنا واجب ہوگا یا نہین کیونکہ اگر سود لینے سے زید کو اس مقدار کا مقروض کہا جاوے تب تو ترکہ بعد اداے دین کے ہوتا ہی یہ مقاصہ وارث پر بھی ہوگا اور اگر زید مقروض نہ کہا جاوے بلکہ یہ رد واسطے کفارہ اُسکی معصیت کے ہو تو وارث پر واجب نہ ہونا چاہیے سوال اگر ایک شخص نے ایک تاجر کو ہزار روپیہ دیا اور مقرر کیا کہ دس روپیہ ماہوار ہمکو منافع دیا کر تو یہ معاملہ آیا قرض ہی اور یہ دس روپیہ سود یا مضاربت فاسدہ ہی اور یہ دس روپیہ اینا اگر یہ قرض ہی تو یہ نفع اُسکو حلال نہوگا اور نہ اصل مال مین خسران اُسپر مضمون ہوگا اور اگر مضاربت فاسدہ ہی تو وہ عقد اجارہ ہوگا اور کل منافع اسکا حق ہوگا اور مضارب کو اجر مثل دینا پڑیگا اس صورت مین اگر وہ اجر مثل نہ مانگے اور کل روپیہ واپس کردے اور اُس روپیہ پر جو بڑھا اُسپر قناعت کرے آیا رب المال کو اس امر کو تسلیم کر لینا جائز ہے یا نہین۔

سوال (۳) اگر کسی شخص کا روپیہ بنک مین پھنس گیا اور وہ سود سے کارہ ہی دوسرے شخص نے کہا اپنا روپیہ ہمارے نام کرادو اور اُسکا عوض ہمسے نقد لیلو۔ یہ معاوضہ تو چونکہ دست بدست نہین جائز نہوگا لیکن بطور حوالہ کے اگر ایسا کیا جاوے تو جائز ہی یا نہین اور اس روپیہ سے کچھ بطور نفع بنک کے اسکو وصول بھی ہوچکا ہی مگر وہ دوسرا شخص پورا روپیہ دینے کو راضی ہی یہ لینا جائز ہی یا نہین بینوا توجروا

الجواب (۱) عمرو نے جو کچھ زید کو بحساب سود دیا ہی وہ اصل دین مین محسوب ہوگا کہ خمس دین ہی ہی اور تقرر سود و اصل کا اسمین معتبر نہین ہوگا بسبب نقد ہونے کے تا وصول جملہ مقدار قرض کے اصل قرض مین مقرر کیا جاوے گا جیساکہ روایت مظہری سے مفہوم ہوتا ہی اور آیت وَ اِنْ تُبْتُمْ الخ کے یہ معنی ہین کہ اب جو تمکو حکم حرمت ربوا کا سُنا یا گیا اب تمکو ربوا لینا حرام ہو گیا اگر تم باز آئے اس فعل سے تو اپنا اصل روپیہ لیلو جو دین تھا کہ وہ راس المال تمھارا حلال ہی اور جو قبل بلوغ حکم تحریم کا لیچکے ہو چونکہ اُسوقت حکم حرمت نہ ہوا تھا حسب قرارداد و رضا باہمی تمھارا وہ عقد مباح تھا سو جو کچھ سابق قبل حکم تحریم کے لیے لیا ہی وہ سود مین ہی لیا گیا ہی اور مباح لیا گیا اور تعین اُسکی بمد ربوا مضر نہین کہ مخالفت حکم کی اُسمین نہین ہوئی مگر آیندہ کو ہرگز مت لو قال تعالیٰ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ما سلف الایہ اور باوجود بلوغ حکم کے لینا حرام ہوگا قال ومن عاد الخ پس درمیان قول ابن عباس کے اور آیت کے نہ معارضہ ہی کہ ترجیح قوت سے دی جاوے نہ فرق تقوی و فتوے کا کیا جاوے نہ مقاصہ کی تکلیف کی جاوے پس اب بعد بلوغ حکم کے خواہ مورث نے وصول کیا یا وارث نے اگرچہ بنام نہاد سود لیا دیا تھا مگر شرع نے اُسکو اصل دین مقرر کیا کہ ابھی اصلاح فعل مسلم کی ہوسکتی ہی واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) جو شخص تاجر کو ہزار روپیہ دیتا ہی قرض کی وجہ سے تو وہ قرض ہی ہوگا کہ دونون کی نیت قرض دینے لینے کی ہی اور منافع اُسکا ظاہر ہی کہ ربوا ہوگا اور جو تاجر کو اپنی غرض کے واسطے روپیہ دیکر یہ عقد کرے کہ اس روپیہ سے تجارت کرو اور اُسکے نفع سے ہمکو دس روپیہ ماہ مثلاً دیا کرو یہ مضاربت فاسدہ ہی اور قرض مین مستقرض اپنے ملک مین تصرف کرتا ہی اور اُسکی ہی ضمان مین ہوتا ہی اور مضاربت مین مضارب امین و وکیل ہوتا ہی اول تصرف رب المال کے ملک مین کرتا ہی پس دونون کا فرق بین ہے جس طرح دیا گیا ہی وہ ہی ثمرہ و حکم ہوگا اور درصورت فساد عقد مضاربت مین اجر مثل نہ لینا دینا اور منافع پر قناعت کرنا اور تسلیم رب المال کا مباح نہ ہوگا کہ عقد فاسد کا فسخ و رفع کا حکم نہین کیا گیا بلکہ وہ بحال خود

رکھا ہی رضا کو اسمین دخل نہین کہ فساد بحق شرع وحکم شارع علیہ السلام کی ہو لہذا ہرگز اس طرح نکرے ورنہ حرمت ومعصیت باقی رہیگی واللہ اعلم **الجواب (۳)** ایسی حالت مین بطور حوالہ وصول روپیہ کا دوسرے سے درست ہو مگر جو لے چکا اُسکو خارج کر کے باقی پر حوالہ درست ہوگا کیونکہ اول معلوم کر چکا ہو کہ جو کچھ وصول بوجہ ربوا ہو وہ عین مال سے آیا ہو پس حوالہ قدر دین باقی پر مثل اُسکے لیکر تو درست اور کم زیادہ ربوا ہوویگا واللہ اعلم

سوال اگر کسی سے روپیہ لیکر اُس روپیہ پر حوالہ کردی جو بنک مین داخل ہو درست ہی یا نہین۔

الجواب حوالہ اپنی حق پر کرنا درست ہو اور چونکہ حسب قانون رد کر کے دینا حق طالب اہل حق کا اُنکی یہان درست نہین تو وہ بحکم غاصب ہو جاوینگے اگر حوالہ مین محتال لہ کو حق ملجاتا تو مضائقہ نہ تھا کہ محیل نے اپنے حق پر حوالہ کیا مگر فریقین جانتے ہین کہ محتال علیہ حق نہ دیویگا بلکہ عقد فاسد بحال خود رہیگا اور وہ ہی نفع عقد فاسد کا جو ربوا ہی ملتا رہیگا لہذا یہ حوالہ دین پر نہین بلکہ تحویل عقد کی ہو کہ اپنے عقد فاسد کو دوسرے پر نقل کرتا ہو بعوض پس اس صورت مین یہ درست نہین اور حرمت وکراہت سے خالی نہو گا جسکے نزدیک ہندوستان مین ربوا درست نہین یہ حوالہ بھی درست نہین واللہ اعلم

اکثر لوگ عورتون کو فوراً مسلمان کر کے فوراً نکاح کر لیتے ہین اور شوہر کافر پر اسلام پیش نہین کرتے۔ یہ نکاح تو نہ ہوگا اور پیش کرنے پر بھی انکار کرے سو تفریق مین قاضی کی ضرورت ہو وہ یہان ہو نہین البتہ اگر دار الحرب ہو تو تین حیض گذرنے سے بینونتہ ہو جاویگی۔ دار الحرب کی کیا تعریف ہو فقہا کی عبارات سے تو اُسکا دار الاسلام ہونا معلوم ہوتا ہو اور جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دار الحرب ہونے کو ترجیح دی تھی مگر اُسکی وجہ معلوم ہونا چاہیے عورت کو مسلمان کرنے کے ساتھ ہی نکاح کرنا درست نہین اگر ذات زوج ہو جیسا آپنے لکھا ہے درست ہوگا۔ کذا فی کتب الفقہ

فتوی مجیبی مولوی محمد رشید صاحب بدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

سوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ انگریزی پرامیسری نوٹ کے منافع کا لینا گورنمنٹ سے جائز ہے یا نہین۔

الجواب فی الہدایہ ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافاً لابی یوسفؒ والشافعیؒ لہما الاعتبار بالمستامن منہم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالہم مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر الی اخرہ اس عبارت کی تعلیل سے صاف ظاہر ہی کہ جو مال حربی سے برضا بلا غدر حاصل کیا جائے وہ طرفین کے پاس مباح ہی اگرچہ عقود فاسدہ یا باطلہ سے حاصل ہو۔ اور مال کے مباح ہونے سے عقد کا مباح ہونا ضرور نہین مثلاً کسی کے ذمہ قرض آتا ہی اور وہ قرض کا منکر ہی اور بینہ موجود نہین اسلیے اُسنے قرضدار کے ہاتھ ایک حر کو غلام ظاہر کرکے بیع کرڈالا اور قیمت وصول کرلی تو اگرچہ یہ مال حلال ہی لیکن عقد باطل ہی۔ اس سے ظاہر ہی کہ حلت مال اور ہی اور حلت عقد اور۔ پس تعلیل ہدایہ سے حلت مال ظاہر ہوئی نہ حلت عقد ربوا۔ اور چونکہ احادیث صحیحہ مین بکثرت خود عقد کی ممانعت آئی ہی یہانتک کہ دینے والے پر اور کاتب پر اور شاہد پر لعنت کی ہی حالانکہ ان لوگون کو کچھ مال حاصل نہین ہوتا تو اس سے ممانعت عقد صاف ظاہر ہی۔ پس احادیث اور روایت فقہ جمع کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اگرچہ یہ مال امام صاحب کے پاس مباح ہوگا اور اسمین تصرف ہر طرح کا جائز ہوگا لیکن معاملہ ربوا کی وجہ سے گنہگار رہیگا اور مستحق لعنت۔ تو حاصل یہ ہوا کہ مسلمان سے یا ذمی سے ربوا لینے مین دو گناہ ہین ایک معاملہ ربوا کا اور دوسرے مال کا حرام اور خبیث ہونا۔ اور حربی سے معاملہ کرنے مین ایک گناہ ہوگا یعنی معاملہ ربوا کا اور شدید وعیدین نفس معاملہ ربوا کے متعلق وارد ہین اسکے دیکھتے ہوے کوئی مسلمان اُسپر جرأت نہین کرسکتا۔ یہ تمام گفتگو اُسوقت ہی کہ جب ہندوستان کو دار الحرب تسلیم کیا جاوے۔ اور امام صاحب نے جو دار الحرب کی تعریف کی ہی اُسکا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے۔ کیونکہ امام صاحب پاس دار الحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانون کا باقی نہ رہے اور یہان بہت سے احکام مسلمانون کے جاری ہین

ھذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم واحکم۔

زبرہ الاحقر محمد رشید عفی عنہ
مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

الجواب ھو الموافق للصواب
محمد عبد اللہ مرحوم مدرس سوم
مدرسہ جامع العلوم کانپور

کشف الغشوۃ
عن
وجہ الرشوۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبعد الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ فھذا کشف الغشوۃ عن وجہ الرشوۃ حررتہ بایماء استاذی مولانا فتح محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

الروایۃ الاولیٰ فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ للخادمی الجزء الرابع منہ عن الفتاوی الزینیۃ ھی لغۃ الجعل واصطلاحا ما یعطیہ الشخص لحاکم وغیرہ لیحکم لہ او یحملہ علی ما یرید ثم قال عن ابی نصر الرشوۃ ما یعطیہ لاجل ان یعینہ والھدیۃ لاشرط معھا۔ قال فی لب الاحیاء واما اعانۃ علی عمل معین کاھداء محتاج الی لسلطان الی وکیلہ فان کان العمل حراما او واجبا فھی رشوۃ حرام او مباحا فیہ تعب بحیث یجوز الاستیجار علیہ حل اخذہ وھو جعل ولا تعب فیہ ککلمۃ او فعلۃ من ذی الجاہ حرم اخذہ اذلم یثبت فی الشرع تعویض عن الجاہ ویقرب منہ تنبیہ الطبیب علی دواء مفرد دون ازالۃ اعوجاج السیف بدقۃ تزیدہ مالا کثیر الا قد نظرہ وحذاقتہ الی قولہ او لولایۃ فھو رشوۃ فی معرض الھدیۃ انتھی مختصرا۔

الروایۃ الثانیۃ فی الشامیۃ کتاب ادب القاضی الاصل فی ذلک ما فی البخاری عن ابی حمید الساعدی قال استعمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من الازد یقال لہ ابن اللتبیۃ علی الصدقۃ فلما قدم ھذا لکم وھذا الی قال علیہ السلام ھل لاجلس فی بیت ابیہ او بیت امہ فینظر یھدی لہ ام لا قال عمر بن عبد العزیز کانت الھدیۃ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیۃ والیوم رشوۃ ذکرہ البخاری واستعمل عمر اباھریرۃ فقدم بمال فقال لہ من این لک ھذا قال تلاحقت الھدایا فاخذ ذلک منہ وجعلہ فی بیت المال وتعلیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم دلیل علی تحریم الھدیۃ التی سببھا الولایۃ فتح قال فی البحر وذکر الھدیۃ لیس احترازیا اذ یحرم علیہ الاستقراض

والاستعارة ممن يحرم عليه قبول هديته انتهى قلت ومقتضاه انه يحرم عليه سائر التبرعات فتحرم المحاباة ايضا انتهى مختصرا۔

الرواية الثالثة فى الشامية وظاهر قوله ناشية عن الامام الخ دخول المفتى اذا كان منصوبا من طرف الامام اوناشية الى قوله فان الفرق بينه وبين القاضى واضح فان القاضى ملزم وخليفة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى تنفيذ الاحكام والمفتى ليس كذلك وقد يقال ان مرادهم بجوازها للمفتى اذا كانت لعلمه لا لاعانة على المهدى بدليل التعليل الذى نقله الشارح فاذا كانت لاعانة صدق عليها حد الرشوة لكن المذكور فى حدها شرط الاعانة الى قوله ولاشك ان عدم القبول هو المقبول انتهى مختصرا۔

الرواية الرابعة فى الشامية عن الفتح ثم الرشوة اربعة اقسام ما هو حرام على الاخذ والمعطى وهو الرشوة على تقليد القضاء والامارة والثانى ارتشاء القاضى ليحكم وهو كذلك ولو القضاء بحق لانه واجب عليه الثالث اخذ المال ليسوى امره عند السلطان دفعا للضرر اوجلبا للنفع وهو حرام على الاخذ فقط وحيلة حلها ان يستاجره يوما الى الليل او يومين فتصير منافعه مملوكة ثم يستعمله فى الذهاب الى السلطان للامر الفلانى الرابع ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع اليه على نفسه او ماله حلال للدافع حرام على الاخذ لان دفع الضرر عن المسلم واجب ولا يجوز اخذ المال ليفعل الواجب انتهى ما فى الفتح ملخصا وفى القنية الرشوة يجب ردها ولا تملك وفيها دفع للقاضى اولغيره سحتا لاصلاح المهم فاصلح ثم ندم يرد ما دفع اليه انتهى مختصرا

الرواية الخامسة فى الدر المختار كتاب الحظر والاباحة لا باس بالرشوة اذا خاف على دينه والنبى صلى الله عليه وسلم كان يعطى الشعراء ولمن يخاف لسانه الى قوله ومن السحت ما يوخذ على كل مباح كملح وكلاء وماء ومعادن ما ياخذه غاز لغزو وشاعر لشعر ومسخرة فى الشامية ومن السحت ما ياخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به مجتبى۔

روایت اولی مین جو اقوال مذکور ہین اُنکے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ رشوت کی کئی قسمین ہین ایک تو وہ جو بمقابلہ کسی امر واجب کے لیا جاوے مثلاً حاکم کسی مظلوم سے لے کہ مین تجکو حق دلوا دونگا دوسرے وہ

جو بمقابلہ کسی عمل حرام کے لی مثلاً حاکم کسی ظالم سے لی کہ مین تجکو غالب کردونگا تیسری وہ جو بمقابلہ کسی ایسے عمل مباح کے لیا جاوے جسپر شرع سے اجارہ ٹھہرانا اسوجہ سے درست نہو کہ وہان اجرت واقع مین اُس عمل کے مقابلہ مین نہین ہی جیسے کسی حاجتمند کی نوکری وغیرہ کی سفارش کردینا کہ یقیناً عمل کے مقابلہ مین اجرت نہین کیونکہ اگر یہی عمل دوسرا شخص کرے جو ذیجاہ نہو اور جسکی سفارش سے کامیابی کی امید نہو ہرگز اُسکو اسقدر عوض نہ دیا جاویگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ عوض بمقابلہ جاہ کے ہی اور جاہ شرع مین کوئی چیز متقوم قابل اجارہ کے نہین چوتھی وہ جو بمقابلہ ایسے عمل مباح کے لیا جاوے جسپر خود اجرت دینا مقصود ہی لیکن وہ عمل ایسا بے تعب ہی جسپر اجارہ کا واقع ہونا شرع مین وارد نہین ہوا مثلاً طبیب سے کسی دوا کی خاصیت پوچھی اور اُسنے بتلادی اسی لیے ہدایہ وکفایہ مین اجارہ اشجار کو تجفیف ثیاب کے لیے ناجائز کہا ہی پانچوین جو فی الحال کسی عمل کے مقابلہ مین نہو لیکن حکومت کی وجہ سے ہو اسمین بھی دو وجہ ہین ایک یہ کہ بمقابلہ جاہ کے ہو دوسرے یہ کہ اُس سے آیندہ اعانت کی توقع ہو جو واجب ہوگی یا حرام ان پانچ قسمون مین امر مشترک اخذ العوض علی غیر المتقوم ہو کیونکہ طاعت بھی غیر متقوم ہی معصیت بھی غیر متقوم ہی جاہ بھی غیر متقوم ہی علی ہذا الاقسام الاخر اور اسی کو رشوت کی حد کہہ سکتے ہین اور اسکے عموم مین داخل ہوگیا حق شفعہ کے عوض کچھ روپیہ وغیرہ لینا کہ یہ حق بھی غیر متقوم ہی اور نصرت مظلوم کے عوض لینا کہ طاعت غیر متقوم ہے اور نصرت ظالم کے مقابلہ مین لینا کہ معصیت غیر متقوم ہی جسمین وکلا اکثر مبتلا ہین اور دختر کے عوض مین لینا کہ اولاد غیر متقوم ہی یا تلاوت قرآن کے عوض مین لینا کہ طاعت غیر متقوم ہی اور تعلیم اس سے مستثنی ہی روایت ثانیہ سے قسم رابع مذکور روایت اولی کے رشوت ہونے کی تائید ہوتی ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رشوت اخذ مال کے ساتھ خاص نہین بلکہ دباؤ سے قرض لینا کوئی شے عاریت لینا کوئی چیز زیادہ ارزان خرید نا سب رشوت مین داخل ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر رشوت دینے والے معلوم نہون تو اُسکو واپس لیکر مساکین کو دیدیا جاوے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال مین اسی غرض سے داخل کردی تھی روایت ثالثہ سے معلوم ہوا کہ جو ملازم صاحب حکومت بھی نہو لیکن اُس سے نفع وضرر لوگون کا متعلق ہی اُسکا لینا بھی رشوت ہی وجہ اُسکی یہی ہی کہ حق کرنا اسکے ذمہ واجب ہی اور ناحق کرنا حرام ہی اور دونون کے مقابلہ مین لینا رشوت ہی جیسا کہ روایت اولی کی تقریر مین گذرا روایت رابعہ سے معلوم ہوا کہ اگر رشوت دینے والا

حق پر ہو اور جانتا ہو کہ میرا حق بدون رشوت دیے نہ ملیگا تو رشوت دینے سے یہ گنہگار نہ ہوگا اگرچہ لینے والا گنہگار ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر رشوت دینے والے معلوم ومتعین ہون تو وہ مال رشوت اُنکو واپس دلائے اور یہ لینے والا اُسکا مالک نہین ہوتا اور اس روایت کی قسم ثالث سے وکالت کی آمدنی کا ناجائز ہونا بھی معلوم ہوا اور وجہ اُسکی یہ ہو کہ باطل کی نصرت حرام ہو اور حق کی نصرت واجب ہو اور حرام اور واجب دونون کے مقابلہ مین لینا رشوت ہو اور اُسی عبارت سے اسکے جواز کا حیلہ بھی معلوم ہوا کہ مشی کی تاریخون مین وکیل اُس موکل کی نوکری کرلے پھر نوکری کے طور پر اُسکا یہ کام بھی کردے لیکن اسمین موکل اس سے دوسرا کام بھی لے سکتا ہو گو اپنی خوشی سے نہ لے چنانچہ شرح طریقۂ محمدیہ مین قاضی خان سے اس حیلہ مین یہ تصریح کی ہو فللمستاجران یستعملہ فی غیرہ اور اس روایت کی قسم اول کی رشوت ہونے کی وجہ یہ ہی کہ اہل کو حاکم بنانا واجب ہو اور نا اہل کو حرام اور دونون کے عوض کچھ لینا رشوت ہی روایت خامسہ سے معلوم ہوا کہ بعض اہل اخبار جو بعض امراء سے اسلیے کچھ لیتے ہین کہ ہم تمھاری مذمت نہ لکھینگے یہ بھی رشوت اور حرام ہو اسی طرح بعض قومون مین جو بیٹی پر کچھ لے لیتے ہین یہ بھی حرام ہو وجہ اُسکی ظاہر ہی کہ اگر نکاح ہوچکا تو رخصت کرنا واجب ہو اور واجب پر لینا حرام ہو اور اگر نکاح نہین ہوا تو وہ ایسا امر مباح ہی جسپر اجارہ جائز نہین اور ایسے مباح پر لینے کا رشوت ہونا روایت اولی مین مذکور ہوچکا۔ ان روایات سے رشوت کے اقسام اور ہر قسم کی حرمت کے دلائل اور اصول اور اُن اصول سے اُنکے فروع اور اُن فروع کے احکام اور کسی فرع مین ایک وجہ حرمت کی ہونا کسی مین متعدد ہونا سب امور مفصل طور سے واضح ہوگئے اس سے دوسرے جزئیات کا حکم بھی تھوڑے تامل سے معلوم ہو سکتا ہی۔

(وعید رشوت)

رشوت کی حرمت قرآن وحدیث اور اجماع سب سے ثابت ہی فرمایا حق تعالیٰ نے وَلَا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اور حدیث مین ہی عن عبد اللہ بن عمر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی رواہ ابوداؤد والترمذی۔ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الراشی والمرتشی فی النار رواہ الطبرانی۔ وعن ثوبان قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی والرائش یعنی الذی یمشی بینہما رواہ البزار واحمد والطبرانی۔ اہ اس اخیر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رشوت کا دلال بھی دینے اور لینے والے کے برابر گنہگار ہوتا ہو اور اجماع ظاہر ہو ولیکن ہذا اخر الرقم واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ محمد اشرف علی التھانوی لمنتصف جمادی الاولی فیما بین الظہر والعصر ۱۳۲۲ھ من الہجرۃ

اَلتُّقٰی فِیۡ اَحکَامِ الرُّقٰی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی لایملک غیرہٖ نفعا ولا ضرا + والصلوٰۃ علی رسولہ الذی بین لنا کل ماکان خیرا او شرا + وعلی اٰلہ واصحابہ الذین اولو من بعدھم من قواعد الدین برا +

اما بعد منجملہ اسباب جلب منفعت ودفع مضرت کے ایک طریقہ رقی وتمائم یعنی جھاڑ پھونک کا ہی لیکن مثل دیگر امور مباحہ کے اسمین بھی اگر انضمام کسی مفسدہ کا یا فقدان کسی شرط جواز کا ہوجاوے تو ناجائز اور معصیت ہوسکتا ہی۔ چونکہ ہمارے زمانہ مین منجملہ دیگر فتن کے ایک فتنہ جوکہ اکثر عوام اور بعض خواص پر مستولی ہی یہ بھی ہی کہ جھاڑ پھونک مین حدود شرعیہ سے غلو اور تجاوز کرلیا ہی اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس باب مین چند فصول لکھدی جاوین جنسے اُن حدود کی تفصیل بقدر حاجت طالبان حق کو معلوم ہوجاوے آگے جو عمل کرے یا نکرے وہ جانے وھو المعین فی کل حین + علی الحق والیقین والتمسک بالدین یہ تمہید تو مقدمہ تھا آگے دس فصلین اور ایک خاتمہ ہے۔

فصل اول فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس قالوا وانما تکرہ العوذۃ اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ما ھو ولعلہ یدخلہ سحر او کفر او غیر ذلک واما ما کان من القراٰن او شئ من الدعوات فلا باس بہ اھ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعضے الفاظ جنکے معنی معلوم نہون یا ایسا نقش جسمین ہندسے لکھے ہون لیکن یہ معلوم نہو کہ کس چیز کے ہندسے ہین ایسے نقش وتعویذ کا استعمال ناجائز ہی جیسا اکثر تعویذ لکھنے والون کا آج کل یہی حال ہی کہ اُس نقش کی حقیقت بھی معلوم نہین ہوتی لیکن ویسے ہی کسی کی تقلید سے یا کسی کتاب و بیاض وغیرہ سے نقل کرکے لکھدیتے ہین ویستثنیٰ منہ ما ورد نصا وان لم یفھم معناہ۔

فصل دوم جب کلمات غیر معلومۃ المعنی سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہین تو جنکے معنی یقیناً خلاف شرع ہون اُنکا استعمال تو بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا مشکوٰۃ کتاب الطب مین ہی عن عوف ابن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاھلیۃ فقلنا یا رسول اللہ کیف تریٰ فی ذلک

فقال عرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک رواہ مسلم یہ حدیث اس مضمون مین صریح ہی۔ آج کل بہت لوگ اسمین بھی مبتلا ہین مثلاً کسی مخلوق کو ندا ہوتی ہی خواہ پڑھنے مین یا لکھنے مین جیسے بعضے تعویذون مین اجب یا جبرائیل یا میکائیل ہوتا ہی کسی عمل مین یا دردائیل یا کلکائیل ہوتا ہی یا بعضی لوگ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا ورد کرتے ہین یا مثلاً بعضی تعویذون مین گو ندا و دعا نہین ہوتی بلکہ کسی بزرگ کا توسل ہوتا ہی یا اُنکے نام کی نذر ونیاز ہوتی ہی لیکن اُسکے اثر مرتب ہونے مین اُن بزرگون کا دخل بھی سمجھتے ہین یہ سب شرعاً ممنوع و باطل ہی ایسے ہی عوارض سے حدیثون مین آیا ہی ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک رواہ ابو داؤد وکذا فی المشکوۃ کتاب الطب اسی طرح بعضے وبا یا ویسی ہی بیماری مین باعتقاد بھینٹ کہ شرک ہی یا اعتقاد فدیہ کہ کذب ہی بکرا ذبح کرتے ہین۔

فصل سوم فی المشکوۃ باب الکہانۃ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انزل اللہ من السماء من برکۃ الا اصبح فریق من الناس بہا کافرین ینزل اللہ الغیث فیقولون بکوکب کذا رواہ مسلم اس سے ثابت ہوا کہ کواکب کی تاثیر غیبی کا قائل ہونا ایک گونہ کفر ہی اکثر عملیات مین ساعت یا دن کی قید ہوتی ہی جسکی رعایت بعضے عامل کرتے ہین بعضے ماہ کے عروج ونزول کا لحاظ کرتے ہین اور مبنی ان سب کا وہی اعتقاد تاثیر نجوم ہی یہ حدیث اسکو باطل اور معصیت ٹھہراتی ہی۔

فصل چہارم فی المشکوۃ باب الکسب وطلب الحلال عن عائشۃ فی حدیث طویل قال غلام لابی بکرؓ کنت تکہنت لانسان فی الجاہلیۃ وما احسن الکہانۃ الا انی خدعتہ فلقینی فاعطانی بذلک ہذا الذی اکلت منہ قال فادخل ابو بکر یدہ فقاء کل شیٔ فی بطنہ رواہ البخاری فی المرقاۃ لغلظ حرمتہ حیث اجتمعت الکہانۃ والخدیعۃ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مثل دیگر امور کے عملیات مین بھی خداع اور دھوکہ حرام ہی آج کل عملیات مین بکثرت دھوکہ دیا جاتا ہی اور اُسکی مختلف صورتین ہین بعض مین تو خود عامل ہی دھوکہ مین ہی اور بعض مین قصداً معمول کو دھوکہ دیتے ہین بطور تمثیل کے اسکی چند فروع لکھی جاتی ہین

فرع اول بعضے لوگ حاضرات کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے جنات حاضر ہوتے ہین اور کسی عورت یا طفل نابالغ کے ہاتھ مین کوئی نقش یا بعضے اُسکے انگوٹھے پر سیاہی اور تیل لگا کر اسکو نگاہ جما کر دیکھنے کو کہتے ہین اور اُسکو کچھ صورتین نظر آنے لگتی ہین جنکی نسبت کہا جاتا ہی کہ یہ جن ہین۔ ہر چند کہ جنات کا وجود

دلائل قطعیہ سے ثابت ہی مگر صورت مذکورہ مین جنات کے آنے کا دعوی نرا انخداع یا خداع ہے
بات یہ ہی کہ عامل جب تصور جما کر بیٹھتا ہی کہ معمول کو ایسا نظر آوے گا اس عامل کی قوت خیالیہ سے
معمول کے خیال مین وہ تصورات متشکل اور متمثل نظر آجاتے ہین سو یہ مسمریزم کا ایک شعبہ ہی جسکی بنا،
محض خیال ہی اُسمین کوئی خارجی چیز موجود نہین ہوتی اسی لیے اکثر ایسا ہوا ہی کہ اگر عامل کسی اور طرف
متوجہ ہوگیا تو معمول کی نظر سے وہ سب چیزین غائب ہوگئین اور اسی وجہ سے معمول اکثر ضعیف العقل
ضعیف القلب تجویز کیا جاتا ہی جسمین قوت انفعالیہ زائد ہی قوی عاقل پر ایسا اثر نہین ہوتا اور اگر شاذ و
نادر عامل کی قوت بہت ہی زیادہ ہو یا صرف معمول کی یکسوئی کافی ہوجاوے تو ہمارے دعوی مذکورہ
مین قدح لازم نہین آتا۔ افسوس ہی کہ مسمریزم والے اسکو ارواح کا انکشاف اور تصرف سمجھتے ہین حالانکہ
بتقریر مذکور محض باطل ہے۔

فرع دوم بعضے عامل ان امور کو داخل بزرگی سمجھتے ہین اور اسکی کوشش بھی کرتے ہین کہ لوگ اُنکو
ان عملیات کے بزرگ اور ولی اور مقدس سمجھین حالانکہ عملیات اگر صحیح اور مشروع بھی ہون تب بھی
امور دنیویہ و اسباب طبعیہ سے مثل تدبیرات طبیہ کے ہین کما فی رد المختار باب الاجارۃ الفاسدۃ
وما استدل بہ بعض المحشین علی الجواز بحدیث البخاری فی اللدیغ فھو خطاء لان
المتقدمین المانعین الاستیجار مطلقا جوزوا الرقیۃ بالاجرۃ ولو بالقرآن کما ذکرہ الطحاوی
لانھا لیست عبادۃ محضۃ بل من التداوی پس اس بنا پر اُسکو بزرگی سمجھنا یا سمجھانا نرا دھوکہ ہی۔

فرع سوم جس عمل کا کسی اثر کے لیے موضوع ہونا کسی قاعدہ و اصل صحیح پر مبنی نہ ہو اُسکو اپنی طرف سے
تراش کر طالب کو اس گمان مین ڈالنا کہ عامل نے کسی قاعدہ او ربنا صحیح پر یہ عمل تجویز کیا ہی خاص کر
جبکہ غرض تحصیل مال ہو یہ بھی دھوکہ ہی فی **المرقاۃ تحت حدیث المشکوۃ من قصۃ اللدیغ** فقرأ
بفاتحۃ الکتاب بناء علی ما ورد فاتحۃ الکتاب شفاء من السم اہ قلت وابداء البناء لہ دلیل
علی کون جواز الجعل موقوفا علی بناء صحیح یہ آفت بھی اس زمانہ مین بکثرت ہی کہ کسی سائل سے
یہ نہین کہتے کہ ہمکو اس کام کا عمل معلوم نہین کچھ نہ کچھ گڑھ کر لکھدیتے ہین پڑھ دیتے ہین اور پیسے ٹھگ لیتے ہین

فرع چہارم بعضے بلا اشتراط واقعی محض حیلہ سے مشک و زعفران وغیرہ قیمتی چیزین وصول
کرلیتے ہین یہ بھی دھوکہ ہے۔

فرع پنجم بعضے عامل دھوکہ دینے کو کچھ شعبدے بھی یاد کر لیتے ہین مثلاً کاغذ پر پیاز وغیرہ کے عرق سے کوئی ڈراونی شکل بنادی اور آگ کے سامنے کر دینے سے وہ نمودار ہوگئی اور دیکھنے والون سے کہدیا کہ بس وہ آسیب اسمین اُتر آیا یا ایسے ہی کوئی اور دھوکہ ہو۔

فصل پنجم قال اللہ تعالی ولا تقف ما لیس لك به علم اس آیت سے معلوم ہوا کہ بلا کسی دلیل صحیح کے جسکا صحیح ہونا قواعد شرعیہ سے ثابت ہو کسی امر کا خواہ وہ خبار سے ہو یا انشارات سے ہو اعتقاد درست نہین اکثر عاملون کو دیکھا جاتا ہو کہ وہ خاص طریقون سے فال کھولتے ہین اور گذشتہ یا آیندہ کے متعلق خبر دیتے ہین یا چور وغیرہ کے معلوم کرنے کو لوٹا گھمانے کا عمل کرتے ہین اور کسی کا نام تبلادیتے ہین اور ان نتائج کا یقین خود بھی کر لیتے ہین اور دوسرون کو بھی یقین دلاتے ہین یا کوئی عمل جس سے کوئی خواب نظر آوے تبلا کر جو خواب مین نظر آوے اُسپر پورا وثوق کر لیتے ہین اور اُسکا نام استخارہ رکھتے ہین یہ سب دعویٰ ہی خبر غیب کا کیونکہ شرع نے ان وسائط کا مفید علم خبری ہونا معتبر نہین قرار دیا بخلاف طب کے کہ خود سنت مین اُسکا اعتبار وارد ہی گو درجہ ظن ہی مین سہی آیت مزبورہ ایسے امور کو باطل کرتی ہو اسی طرح حدیث بھی چنانچہ مشکوۃ باب الکھانۃ مین ہو عن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسأله عن شئ لم تقبل له صلوۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم اور حدیث مین جو فال اور استخارہ وارد ہی حقیقت اُس فال کی اور ہی وہ یہ کہ کوئی اچھا کلمہ کان مین اتفاقاً پڑ گیا اور اُس سے امیدوار ہوگئے رحمۃ خداوندی کے نہ یہ کہ قصداً ایسے دلائل کا تتبع کیا جاوے اور اُسکا یقین کیا جاوے خواہ خیر ہو یا شر۔ اور استخارہ کی حقیقت یہ ہو کہ کسی امر کے قرین یا خلاف مصلحت ہونے مین تردد ہو تو دعاے خاص پڑھ کر متوجہ الی الحق ہون اُسکے قلب مین جو امر عزم کے ساتھ آجاوے اُسمین خیر سمجھین سو اُسکی غرض رفع تردد ہو نہ کہ انکشاف کسی واقعہ کا اور لوٹہ وغیرہ گھوم جانا یہ محض قوت خیالیہ کا اثر ہی جو شعبہ ہو مسمریزم کا یہی وجہ ہو کہ جسپر زیادہ خیال ہوتا ہو اُسی کا نام نکل آتا ہو چنانچہ اگر دو عاملون کے سامنے مختلف دو شخصون پر چوری کا گمان ظاہر کر دیا جاوے اور وہ دونون الگ الگ اس عمل کو کرین تو دونون جگہ مختلف نام نکلین گے یہی حال ہو مسمریزم کے تصرفات کا جس سے سوالون کا جواب حاصل کرتے ہین اور جسکو اُسکے مشاق غلطی سے ارواح کا تصرف سمجھتے ہین اور واقع مین وہ بھی تصرف ہو قوت خیالیہ کا اور اُسکا امتحان بھی

اسی طریق مذکور سے ہوسکتا ہی جسکا دل چاہے آزمالے بلکہ اس سے زیادہ قوی اور صریح دلیل سے
اسکا امتحان خود بندہ نے کیا ہی وہ یہ کہ ایک میز منگاکر اُسپر عمل کیا اور زبان سے کہا گیا کہ اگر واقع مین
اسمین روحین آتی ہین تو میز کا فلان پایہ مثلاً ایک بار اُٹھے اور اگر روحین نہین آتین تو وہ پایہ دوبار
اُٹھ جاوے اسکے بعد عمل کے اثر سے دو بار پایہ زمین سے اُٹھا بس فن مذکور ہی کے قاعدہ سے ان
تصرفات کا منشا قوت خیالیہ ہونا ثابت ہوگیا چونکہ میرا یہ اعتقاد تھا کہ واقع مین ارواح نہین آتین
اسلیے اسی کے موافق جواب نکلا اور جسکا اعتقاد اسکے خلاف ہوگا اُسکو اسکے خلاف جواب ملیگا گو
دونون اعتقادون مین صحت وبطلان کا تفاوت ہی جسکی دلیل اولاً مذکور ہوچکی ہی اور یہ قوت خیالیہ
عجب چیز ہی اس سے عجیب وغریب امور ظاہر ہوتے ہین اور ناواقف اُسکو غلطی سے قوت قدسیہ کی
طرف منسوب سمجھتے ہین اور صوفیہ کے یہان جو توجہ کا طریق ہی وہ بھی تصرف خیالی اور مکتسب ہی لیکن
اُنکی غرض چونکہ محمود ہی اسلیے محمود ہی گو کوئی کمال نہین اور اولیاء کی کرامت اور انبیاء علیہم السلام کے
معجزات یہ محض وہبی اور غیر مکتسب ہین ان سب کو ایک سمجھنا سخت غلطی اور باطل محض ہی۔ اور بظن
غالب اس احقر کے جیسا بعض ذرائع مظنونہ سے معلوم ہوا فریمیسن کا محصل اسی قوت خیالیہ کی
تقویت ہی جسکے لیے وہان کے ممبر یہ تدبیرین کرتے ہین کہ طالب کو بڑے بڑے سخت امتحانون مین مبتلا کردیتے ہین اور
سخت سخت قسمین دیتے ہین جسمین اکثر مضمون بددعا کا ہوتا ہی کہ اگر مین ظاہر کرون تو مین ہلاک ہوجاؤن
اور مجھپر ایسی ایسی بلائین نازل ہون مین ایسے ایسے مصائب مین مبتلا ہوجاؤن پھر فیس بھی سخت لیتے
ہین اور کچھ وحشت ناک چیزین مثل ہڈیون اور کھوپریون کے سامنے لاتے ہین بعد اسکے چند معاہدے
اُس شخص سے لیے جاتے ہین اور بعض آلات معماری بھی وہان ہوتے ہین اُسکے استعمال کی کچھ اصطلاحین
مقرر ہین مثلاً بسولے کو زور سے زمین پر مارتے ہین جو اشارہ ہی استحکام معاہدہ کی طرف اور وجہ تسمیہ بھی
یہی ہی کیونکہ (میسن) معمار کو کہتے ہین اب ظاہر ہی کہ جس شخص کو کوئی بات اتنی مصیبتون اور سختیون کے
بعد تبلائی جاوے اور اُسپر اسکا وافر مال بھی خرچ ہو طبعاً وہ اُسکی نہایت وقعت کریگا اور ضرور
اُسکے مفت تبلادینے سے دریغ کریگا۔ خاصکر جبکہ اُن بددعاؤن سے اُسکے واہمہ پر لحوق ضرر کا
خوف بھی غالب ہوجاوے وہ ہرگز ہرگز بھی نہین تبلا سکتا اور چونکہ وہان بعض کلمات ایسے بھی کہلوائے
جاتے ہین اور نیز ایسے اعمال بھی کرائے جاتے ہین جسمین غیر اللہ کی تعظیم مفرط حد عبادت تک ہوتی ہی

لہذا طالب کا کفر سے بچنا بھی مشکل ہی اور باوجود ان سب کے پھر محض بے نتیجہ کیونکہ وہ عہد چند اخلاق جمیلہ کا ہوتا ہی جسکی تعلیم شریعت سے زیادہ کوئی کر ہی نہین سکتا اور اُن اخلاق کی مخالفت کی سزا کے واقعات بطور تھیٹر کے بھی دکھلا دیتے ہین جو محض مصنوعی ہوتے ہین اور نتائج کا یقین دلانے کے لیے تھیٹر کا مشاہدہ شرعی وعیدون سے زیادہ نہین ہو سکتا اور چونکہ ساری ترکیبون کا حاصل اسی واہمہ کا قوی کرنا ہی اسی لیے باختلاف ازمنہ وامکنہ اس فرلیسین کے قوانین و دستور العمل بدلتے رہتے ہین انگلستان مین کچھ ہی تو جرمن مین کچھ اور ہی اسی طرح کسی سنہ مین کچھ ہی تو دوسرے سنہ مین کچھ اور ہی باقی نہ وہان ارواح ہین نہ جن ہین اور نہ اور کوئی عجیب چیز ہی ہان یہ مستبعد نہین کہ واہمہ کے غلبہ سے کسی واقعۂ بعیدہ کی اطلاع بطور خطرہ کے ہو جاوے جیسا اکثر تفکر کے بعد بھی ایسا ہو جاتا ہی مین نے اس فصل مین کسی قدر تطویل قصدًا کر دی ہی تاکہ اکثر متردد دین حقیقت سے واقف ہو کر التباس سے محفوظ رہین۔

فصل ششم فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس امرأۃ ارادت ان تضع تعویذا لیحبہا زوجہا ذکر فی الجامع الصغیر ان ذلک حرام لایحل اھ اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر عملیات مین غرض فاسد و نامشروع ہو گو وہ عملیات فی نفسہ مباح ہون لیکن اس غرض نامشروع سے وہ عمل ناجائز ہو جاویگا اسمین بھی لوگ بکثرت مبتلا ہین کوئی تسخیر کا عمل پڑھتا ہی جسکی حقیقت ہی قلوب کا مغلوب کر لینا کہ وہ ایک گونہ جبر ہی تحصیل مال یا استخدام مین چونکہ مسخر کے ذمہ یہ امور واجب نہین ہین ایسا جبر اُنپر ڈالنا حرام ہوگا بالخصوص جبکہ مسخر اسے کسی معصیت کا خواہان ہو جیسا کسی عورت وغیرہ کو مسخر کیا جاوے اور کوئی دست غیب کا عمل پڑھتا ہی جو محض ناجائز ہی کیونکہ حقیقت اُسکی یہ ہی کہ کچھ جنات مسخر ہو جاتے ہین اور وہ کہین سے روپے لا لا کر رکھدیتے ہین بعضے عملون مین تو وہ ہی روپیہ جو خرچ کر لیا تھا لے آتے ہین بعضے عملون مین دوسرا روپیہ لے آتے ہین خواہ کسی آدمی کا لا رکھتے ہون تو یہ سب چوری ہی اور خواہ وہ جنات اپنے پاس سے لے آتے ہون تو یہ جبر اور غصب ہی اور یہ سب حرام ہی اور کوئی موکلونکو تابع کرتا ہی جسکی حقیقت یہ ہی کہ عمل کے زور سے جنات اس شخص کی خدمت کرنے لگتے ہین سو اس طرح کسی سے خدمت لینا کہ اُسکی طیب خاطر نہ ہو حرام ہی اور طیب خاطر نہ ہونے کے قرائن مین سے یہ بھی ہی کہ وہ جنات اس عامل کو خوب ڈراتے اور دھمکاتے ہین تاکہ یہ عمل چھوڑ دے

اور بعضون کو موقع پاکر ہلاک بھی کر دیتے ہین یا بعضے زوجین مین تفریق کر دیتے ہین جو بالکل حرام ہے یا بعضے بلا استحقاق شرعی اپنے دشمن کو ہلاک کر دیتے ہین یا مقدمہ کی فتحیابی کا تعویذ سب کو دیدیتے ہین گو وہ شخص ناحق ہی پر ہو یا یہ کہ تحقیق نہ ہو وھو نصرۃ عصبیۃ ورایۃ عمیۃ یا جنات کو جلایا جاتا ہی جسکی ممانعت حدیث مین وارد ہی الا ان یضطر وھو قلیل للکثرۃ فی الاعمال الاُخر یہ سب اغراض اور مثل اسکے جو ہون سب حرام اور معصیت ہین اسلیے ایسے اعمال بھی ناجائز ہونگے۔

فصل ہفتم فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس وا لحدیث الأخر من علق تمیمۃ فلا اتم اللہ لہ لانھم یعتقدون انھا تمام الدواء والشفاء بل جعلوھا شرکا لانھم ارادوا بھا دفع المقادیر المکتوبۃ علیھم وطلبوا دفع الاذی من غیر اللہ تعالیٰ الذی ھو دافعہ اھ اس سے ثابت ہوا کہ اگر عملیات پر جازم اعتقاد ہو کہ ضرور اسمین فلان تاثیر ہی اور اُسی پر نظر اور کامل اعتماد ہو جائے تو بھی ناجائز ہی اور یہی مراد ہی اس حدیث سے فی المشکوۃ باب الطب والرقی عن عیسی بن حمزۃ قال دخلت علی عبداللہ بن عکیم وبہ حمرۃ فقلت الا تعلق تمیمۃ فقال نعوذ باللہ من ذلک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلق شیئا وکل الیہ رواہ ابوداؤد اور یقینی بات ہو کہ آج کل اکثر عوام عملیات کو ایسا مؤثر سمجھتے ہین کہ حقتعالیٰ سے بھی غافل اور بیفکر ہو جاتے ہین اور اُسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہتے ہین حتی کہ عامل اُن آثار کو قریب قریب اپنے اختیار اور قدرت مین سمجھنے لگتا ہی بلکہ کبھی زبان سے بھی دعوی کرنے لگتا ہی کہ مین یون کر دونگا اور اگر عامل کا ایسا اعتقاد نہ بھی ہو الیکن جہلار کا یہ اعتقاد ضرور ہوتا ہی چنانچہ حکمی عمل اور تیر بہدف کو تلاش کرتے پھرا کرتے ہین یا اولاد ہونے کے لیے دوسرے کی اولاد کو ضرور پہونچاتے ہین اور عامل تعویذ دیکر اس فساد کا زیادہ سبب بنتا ہی ایسے شخص کو تعویذ دینا بھی درست نہین معلوم ہوتا کیونکہ معصیت کا سبب بننا بھی معصیت ہی اسی طرح بعض اوقات دوسرا مفسدہ اسپر مرتب ہوتا ہی وہ یہ کہ جب اثر نہین ہوتا تو جاہل یون کہتا ہی کہ اللہ کے نام مین بھی تاثیر نہین بعض اوقات اس سے نعوذ باللہ قرآن وحدیث کے صحیح ہونے اور حق تعالیٰ کے صادق الوعد ہونے مین شبہ کرنے لگتا ہی ظاہر ہی کہ اس مفسدہ سے بچنا اور بچانا دونون امر واجب ہین پس ایسے لوگون کو ہرگز ہرگز تعویذ نہ دیا جاوے اور جہان ایسا احتمال ہو کہدے کہ دیکھو یہ مثل دوا طبی کے ہی

مؤثر حقیقی نہین نہ اسپر اثر مرتب ہونے کا حتمی وعدہ اللہ و رسول کی طرف سے ہوا ہی نہ اللہ کے نام اور کلام کا یہ اصلی اثر ہی اور گو ایسے مفاسد اگر طب وغیرہ مین مرتب ہونے لگین تو ایسے شخص کے لیے اُسکی بھی ممانعت ہوجاویگی لیکن چونکہ اکثر دواؤن کے اثر کی علت حرارت و برودت وغیرہ کیفیات کو سمجھتے ہین یا اگر علت نہین معلوم تب بھی وہ اسباب مبتذلہ سے ہین اسلیے اُنکی وقعت قلب مین ایسی نہین ہوتی کہ اُسکے تخلف کو بعید یا اعتقاد تخلف کو خلاف دین سمجھنے لگین لہذا اسپر یہ مفسدہ شاذ و نادر مرتب ہوتا ہی والنادر کالا عبرۃ لہ۔

فصل ہشتم بعضے عملیات مین ترک حیوانات وغیرہ ہوتا ہی اسمین بنا بر کسی مصلحت کے عمل کے درجہ تک تو کوئی ملامت نہین لیکن اکثر عامل یا دیکھنے والے اس ترک کو موجب تقرب الی اللہ اور طاعت مقصودہ سمجھنے لگتے ہین ایسا اعتقاد بدعت سیئہ اور ضلالت محضہ اور تعدی حدود شرعیہ اور مخالفت سنت حقہ ہی فی المشکوۃ باب الاعتصام عن عائشۃ رض قالت صنع رسول اللہ علیہ وسلم شیئاً فرخص فیہ فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام یتنزھون عن الشئ اصنعہ فواللہ انی لاعلمھم باللہ واشدھم لہ خشیۃ متفق علیہ وعن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد متفق علیہ۔

فصل نہم فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس تکرہ کتابۃ الرقاع فی ایام النیروز والزاقھا بالابواب لان فیہ اھانۃ اسم اللہ تعالیٰ واسم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم اھ بعضے تعویذون کے استعمال کا طریق ایسا ابتلا یا جاتا ہی جسمین اُنکی بے ادبی ہوتی ہی روایت مذکورہ سے اسکا ممنوع ہونا ثابت ہی مثلاً کوئی تعویذ کسی کے آنے جانے کی جگہ دفن کیا جاتا ہی تاکہ اُسکے اوپر کو آمد و رفت ہو یا کوئی تعویذ جلایا جاتا ہی اسی طرح اور جس طریقہ سے بےحرمتی و بے تعظیمی ہوتی ہو سب ناجائز ہی۔

فصل دہم بعضے لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہین اور بعضے اسکے لیے طالب سے منگا لیتے ہین سو شریعت مین بہنے والا خون مثل پیشاب کے ناپاک ہی اُس سے تعویذ لکھنا کسقدر بری بات ہی فی رد المحتار قبیل فصل البیر لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم اسلئے **قولہ** ان قول الاطباء

لا یحصل بہ العلم والظاہر ان التجربۃ یحصل بہا غلبۃ الظن دون الیقین اھ اور ایسا تعویذ اگر بازو پر بندھا ہو یا جیب مین پڑا ہو تو نماز بھی درست نہو گی اور اس حیلہ سے مرغا لینا خود خداع بھی ہی جس سے برائی اور بڑھ جاویگی اسی طرح بعضے اعمال مین تصویرین وغیرہ بنائی جاتی ہین بعضے قرآن اُلٹا پڑھتے ہین بعضے قرآن کے اندر اور عبارتین اس طور سے داخل کردیتے ہین کہ نظم قرآنی مختل ہو جاتی ہی یہ سب حرام او معصیت ہین۔ بعضے عملون مین صاحب حاجت کو تھپیڑ مارتے ہین جو صریح ایذاء اور اہانت وظلم ہی جسکا حرام ہونا ظاہر ہی۔

خاتمہ اسمین چند تنبیہات ہین۔

تنبیہ اول ان فصلون سے معلوم ہوا ہوگا کہ زیادہ صورتین عملیات کی اس زمانہ مین ناجائز اور معصیت ہین اور شرعی مسئلہ ہی کہ معصیت کا ارتکاب بھی ناجائز اُسکا سبب بننا بھی ناجائز اور اُسپر اجرت لینا بھی ناجائز۔ افسوس ہی کہ اسوقت اکثر لوگون نے اسکو پیشہ بنا لیا ہی اور اسی کو ذریعہ کسب اور تحصیل مال کا ٹھہرا لیا ہی اور بلا امتیاز جائز وناجائز کے روپیہ گھسیٹنے کی فکر مین لگ رہے ہین اللہ تعالی رحم فرماوین اور ہدایت کرین۔

تنبیہ دوم بعض جگہ اور اور خرابیان بھی واقع ہوتی ہین مثلاً عوام جہلا کا اجتماع ہوتا ہی جسمین عورتین اور مرد مختلط ہوتے ہین بدمعاشون کو موقع ملتا ہی بدنظری کرنے کا یا کسی کا مالی نقصان کرنیکا نو وارد بعضے تو لوگون کے گھر بلا اُنکی طیب خاطر کے مہمان ہو جاتے ہین جنکو وہ شرما شرمی ٹھہرالتے ہین اور کھانا وغیرہ کھلاتے ہین وہ رخصت نہین ہوے کہ دوسری جماعت اور وارد ہو جاتی ہی جس سے میزبان غریب کی جان مصیبت مین آجاتی ہی اس طرح کسیکو تنگ کرنا خود حرام ہے اور مہمان کو حدیث مین اس سے ممانعت کی گئی ہی اور بعضے بطور خود کسی میدان یا لوگون کے چبوترون وغیرہ پر ٹھہر جاتے ہین جو مالکون کو گران بھی گذرتا ہی بعضے چبوترون کی اینٹین وغیرہ اُکھاڑ کر اپنے کام مین لاتے ہین جس سے صریح ضرر مالکون کا ہوتا ہی بعض جگہ جو پانی وغیرہ پڑھکر دیا جاتا ہے تو عام طوفان سے مسجدون کے ڈول ٹوٹ جاتے ہین لوٹے بدھنے بلکہ گھڑے تک اُٹھ جاتے ہین بعضے جہلاء عامل کو مقدس اور ولی بلکہ بعضے خدا اور پرمیشر کہتے ہین کوئی سجدہ کرتا ہی جس سے عامل مین اشد درجہ کا عجب وکبر بھی پیدا ہو جاتا ہی اور زیادت تحصیل مال وجاہ کے واسطے عامل یا اُسکے

اعوان و انصار اُسکے کمالات اور تصرفات کی غلط حکایات مشہور کرتے ہین جس سے خلق اللہ اور پھنسے کبھی عامل بلاضرورت اجنبی عورتون کو مَس کرتا ہی کبھی بلاضرورت اُنکے بدن مستور کو دیکھتا ہی چنانچہ جو مفاسد متعارف میلون مین ہوتے ہین وہ سب مجتمع ہوجاتے ہین ظاہر ہی کہ ان خرابیون کے انسداد کے لیے ضرور ہوگا کہ عامل سلسلۂ عملیات کا بالکل قطع کردے تاکہ فتن سے سب محفوظ رہین اور یہ شخص مفتاح الشر نہ بنے اسی طرح ایسے موقع پر ایسے اہل حاجت بھی نہ جاوین جنکی سند دوسرے لوگ پکڑین

تنبیہ سوم تحریر بالا سے یہ گمان نہ کیا جاوے کہ مین عملیات کو ناجائز سمجھتا ہون اگر شرائط جواز مجتمع اور مفاسد مرتفع ہون تو عملیات بلاتکلف جائز ہین خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً و تقریراً اسکی اجازت دی ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین نے اسکا استعمال فرمایا ہی گو احادیث سے افضل اور اکمل حالت یہی معلوم ہوتی ہی کہ اسکو ترک کیا جاوے اور محض دعا پر رضا کے ساتھ اکتفا کیا جاوے فی المشکوۃ کتاب الطب عن المغیرۃ بن شعبۃؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکتوی او استرقی فقد بریٔ من التوکل رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وفیہا باب التوکل والصبر ھم الذین لا یتطیرون ولا یسترقون ولا یکتوون وعلی ربھم یتوکلون الحدیث متفق علیہ۔ دوسرے شامی نے قبیل فصل نظر و مس مجتبی سے نقل کیا ہی اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرأ علی المریض او الملدوغ الفاتحۃ او یکتب فی ورق ویعلق علیہ او فی طست ویغسل ویسقی الی قولہ وعلی الجواز عمل الناس الیوم اور ظاہر ہی کہ مختلف فیہ سے احتیاط افضل ہی گو ترجیح جواز کو ہی اما رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ فیحتمل اظہار العبودیۃ والافتقار واما الغیرہ فیحتمل کونہ للتشریع وبیان الجواز و اما رقیۃ جبرئیل علیہ السلام للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیحتمل الدعاء لان القرآن کما یختلف دعاء و تلاوۃ للجنب کذلک یختلف دعاء و رقیۃ بالنیۃ اسی طرح تداوی مین کلام ہی لیکن میرے نزدیک ترک رقیہ کی فضیلت ترک دوا سے بھی زائد ہی کیونکہ عوام کے لیے تداوی مین مفسدہ کا احتمال ابعد ہی اور رقیہ مین بعید نہین۔ واللہ تعالی اعلم۔

تنبیہ چہارم اصل عملیات مین پڑھنا ہی اور لکھکر دینا حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس شخص کے لیے ہی جو پڑھنا نہ جانے وہ حدیث یہ ہی فی حصن الحصین وکان عبد اللہ بن عمرو یلقنہا من عقل

من ولده ومن لم یعقل کتبها فی صاث ثم علقها فی عنقه رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی والحاکم
اب جو رسم عام ہی کہ جو لوگ پڑھ بھی سکتے ہین وہ بھی تعویذ لکھواتے ہین گو یہ جائز ہی مگر نفع اسکا کم ہے۔

تنبیہ پنجم اسمین چند مسائل اس بحث کے متعلق ہین **مسئلہ ۱** تعویذ اگر آیات قرآنی کا ہو بے وضو اُسکو لکھنا جائز نہین **مسئلہ ۲** ایسے تعویذ کو بے وضو ہاتھ لگانا بھی جائز نہین البتہ اگر اوپر سے دوسرا جدا کاغذ لپٹا ہو تو جائز ہی قال فی رد المحتار قبیل فصل النظر والمس ولا باس بان یشد الجنب والحائض التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفۃ اھ **مسئلہ ۳** اگر کسی کافر کو تعویذ دینا ہو بہتر ہے کہ آیات قرآنی نہ لکھے بلکہ یا تو وہ حروف جدا جدا لکھدے یا اُن حروف کے ہندسے لکھدے یا اور کچھ جائز عبارت لکھدے **مسئلہ ۴** تعویذ جب کپڑے مین لپٹا ہو بیت الخلا مین جانا جائز ہی فی رد المحتار قبیل فصل النظر بورقۃ فلو نقش اسمہ تعالیٰ او اسم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم استحب ان یجعل الفص فی کمہ اذا دخل الخلاء وان یجعلہ فی یمینہ اذا استنجی قہستانی **مسئلہ ۵** اگر آیات قرآنی تشتری پر لکھی جاوین تو اُنکے لکھنے اور چھونے کے لیے بھی وضو شرط ہی اسلیے بہتر ہی کہ اگر طالب باوضو نہو تو خود عامل اُسکو لکھکر پانی سے دھوکر اُسکو دیدے۔

تنبیہ ششم جب تعویذ کی ضرورت نہ رہے بہتر ہے کہ اُس تعویذ کو دھوکر وہ پانی کسی پاک جگہ چھوڑدے۔

تنبیہ ہفتم احقر نے جن امور کو ناجائز لکھا ہے دلائل شرعیہ سے لکھا ہی اگر کسی مستند بزرگ کے کلام مین کوئی امر اسکے خلاف پایا جاوے تو خود اُسمین کچھ مناسب تاویل کرلی جاوے باقی جو احکام دلائل شرعیہ سے ثابت ہین وہ کسی طرح غلط نہین ہو سکتے واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

کتبہ

اشرف علی التھانوی فی الگنگوہ فی یومین من منتصف شعبان سنہ ۱۳۲۳ھ

بعد وفات مولانا رشید احمد المحدث الگنگوہی۔ الذی قلت لارخہ

مولانا عاشق حمید امات شہید الشہرین واسبوع

مبتدا ۱۲ خبر اول ۱۲ خبر ثانی ۱۲ للوغ ۱۲ متعلق بعد ۱۲
۲۳ ۱۳ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضمیمہ رسالہ التقی فی احکام الرقی

سوال- ایک شخص بذریعۂ حاضرات بھوت پلید اور جن چڑیل وغیرہ دُور کرتا ہے جسکی ترکیب یہ ہے کہ دو چراغ گھی کے جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغون کے سامنے قریب ہی آگ کے دو انگارے رکھکر اُسپر گھی جلاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچے کو پاس بٹھا کر اُن چراغون کی لَو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ بچہ اُسمین دیکھتا ہے اور عجائب و غرائب مشاہدہ کرتا ہے اور سوال و جواب ہو کر بھوت وغیرہ اُتر جاتا ہے اور سیر کی شیرینی اور ایک مرغ بھی اور اگر مُرغ دستیاب نہ ہو تو بکری کی کلیجی پر پکوا کر فاتحہ دیتا ہے اور فاتحہ کا ثواب واسطے اللہ کے سلیمان پیغمبر علیہ السلام اور بالا شہید اور سلطان شہید اور برہان شہید کی روح کو پہونچاتا ہے اور شیرینی غریبون کو تقسیم کر دیتا ہے اور مُرغ یا کلیجی خود کھاتا ہے باقی بچے تو زمین مین دفن کر دیتا ہے اور کسی مہادیو یا کالی وغیرہ کا نام بالکل نہین آتا اور نہ کسی وقت کسی قسم کی پوجا پاٹ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ منتر مین بھی کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہین تو کیا صورت مرقومہ مین اُسکا یہ فعل خلاف شرع شریف ہے یا نہین اور اِس سے ہزارون مخلوق خدا کو فائدہ پہونچتا ہے اور کسی قسم کا اِس شخص کو لالچ اور طمع نہین ہے اور نہ کچھ لیتا ہے محض انسانی ہمدردی کی وجہ سے کرتا ہے اب ایک شخص نے اسکو اِس فعل سے روکا ہے اور کہتا ہے یہ فعل نہ کیا کرو تو کیا یہ شخص یہ کام چھوڑ دے یا نہ چھوڑے۔

الجواب

مین نے جہان تک تحقیق کیا اس عمل مین چند امور تحقیق ہوے۔ اول جو کچھ اُس بچے کو مشاہدہ ہوتا ہے وہ کوئی واقعی شئے نہین ہوتی محض خیالی اور وہمی اشیاء ہوتی ہین جو عامل کی قوت خیالیہ کی وجہ سے اُس بچے کو معمول کے خیال مین بشکل صور خارجیہ متمثل ہو جاتی ہین گو عامل خود بھی اس راز کو نہ جانتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ بچون ہی پر یہ عمل ہو سکتا ہے یا کسی بیوقوف بڑی عمر کے آدمی پر بھی ہو جاتا ہے اور عاقل پر خصوصاً جو اِسکا قائل نہ ہو ہرگز نہین ہوتا پس اس تقدیر پر یہ ایک قسم کا خداع اور فریب اور کذب و زور ہے۔ دوسرے فاتحہ کا ثواب جوان بزرگونکو پہونچایا جاتا ہے بعضے تو فرضی نام معلوم ہوتے ہین اور جو واقعی ہین یا کل کے کل واقعی ہون تب بھی وجہ تخصیص کی سمجھنا چاہیے سو عاملین و عوام کی حالت سے تفتیش کرنے سے متعین ہوا کہ وہ دفع آسیب مین اِن بزرگون کو دخیل اور فاعل سمجھتے ہین پس لامحالہ اُن کو ان وقعات پر اطلاع پانے والے پھر اُنکو دفع کر دینے والے یعنی صاحب علم غیب و صاحب قدرت مستقلہ سمجھتے ہین اور یہ خود شرک ہے اور اگر علم و قدرت مین غیر مستقل سمجھا جاوے لیکن عدم استقلال کی صورت مین احیاناً تخلف بھی ہو سکتا ہے مگر تخلف کا خیال و احتمال بھی نہین ہوتا یہی اعتقاد شعبہ شرک کا ہے۔ تیسرے اکثر ایسے عملیات مین کلمات شرکیہ مثل نداء غیر اللہ و استغاثہ و استعانت بغیر اللہ ضرور ہوتا ہے اور عامل کا یہ کہنا کہ منتر مین کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہین ہین الخ تا وقتیکہ وہ الفاظ معلوم نہ ہون اسلیے قابل اعتماد نہین کہ اکثر عامل بوجہ کم علمی کے شرک کی حقیقت ہی نہین جانتے۔ چوتھے مرغ وغیرہ کے ذبح مین زیادہ نیت وہی ہوتی ہے جو کہ شیخ سدو کے بکرے مین عوام کی ہوتی ہے۔ رہا فائدہ ہو جانا اول تو اکثر وہ عامل کی قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے عمل کا اُسمین دخل نہین ہوتا اور اگر عمل کا دخل بھی ثابت ہو جاوے تو کسی شئے پر کسی اثر کا مرتب ہو جانا دلیل اسکے جواز کی نہین بہرحال جس عمل مین یہ مفاسد مذکورہ ہون وہ بلاشبہہ ناجائز ہے البتہ جو اس سے یقیناً منزہ ہو وہ جائز ہے اور شاید بہت ہی نادر ہو واللہ اعلم ۳ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

الحق الصراح
فی
اجرۃ الانکاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ الکرام بہت روز سے میرے دل مین خیال تھا کہ اس نکاح خوانی کی اُجرت متعارفہ کے متعلق کچھ تحقیق کیا جاوے لیکن اتفاق سے آج کل خاص طور پر اسکا ایک استفتاء آگیا چونکہ اُسکا جواب قدرے مفصل لکھا گیا جس سے وہ ایک چھوٹے رسالہ کے برابر ہو گیا اسلیے بمناسبت مضمون **الحق الصراح فی اجرۃ الانکاح** اسکا نام رکھدینا مناسب معلوم ہوا وجہ استفتاء کی یہ ہوئی تھی کہ احقر نے ایک جگہ ایک حافظ صاحب کو نیابت سے منع کر دیا تھا اسلیے منیب کے صاحبزادہ نے بغرض اپنے والد ماجد کو کہ اُنکا قیام دوسری جگہ ہی حکم شرعی سے اطلاع دینے کے اسکی تحقیق کی فبارک اللہ تعالیٰ فیہم **العبد محمد اشرف علی عفی عنہ**

سوال

حضرت اقدس جناب مولوی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حافظ صاحب نے رجسٹر نکاح یہ فرما کر واپس کر دیا ہی کہ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اول تو یہ آمدنی ناجائز ہی اور اگر طوعًا وکرہًا جائز ہوتی بھی ہی تو اس طرح ناجائز ہو جاتی ہی کہ تم اُسمین سے کچھ جزو قاضی صاحب کو دیتے ہو جو مقدمہ رشوت ہی رشوت جبریہ تو جائز ہی بھی مگر یہ رشوت طبعی ہی بلا کسی دباؤ کے محض بغرض انتفاع اسلیے ناجائز ہی۔ جناب والد صاحب یہان تشریف نہین رکھتے جو اس کام کو خود انجام دیتے یا کوئی اور انتظام فرماتے لہٰذا میری عرض یہ ہی کہ اُنکی خدمت مین بذریعہ عریضہ کل احکام متعلقہ جواز و عدم جواز عرض کر دون تا کہ انتظام مین سہولت ہو ورنہ خدا جانے کیا انتظام ہو اور ناحق مبتلائے گناہ ہونا پڑے پس گزارش ہی کہ جناب ضرور احکام متعلقہ سے مطلع فرما کر سرفراز فرماوینگے اور نیز اس سے بھی

مطلع فرماوینگے کہ آیا بطور تنخواہ دار کسی شخص سے یہ کام لیا جاوے تو جائز بھی ہی یا نہین۔
اطلاعاً یہ بھی گزارش ہی کہ لوگ نکاح خوان کا حق صرف چار ہی آنہ خیال کرتے ہین باقی ایک روپیہ قاضی صاحب کے نام کا ہوتا ہی جسکو عطیہ یا نذرانہ جو کچھ بھی ہو کہنا چاہیے اور اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ قاضی صاحب کے نام کا روپیہ اُنھون نے نکاح خوان کو نہین دیا خود اپنے آپ آکر دے گئے ہین۔
مکرر یہ ہی کہ اگر حافظ صاحب نے یہ کام نہ کیا تو اور لوگون سے یہ امید نہین کہ وہ مسائل کی تحقیق کرینگے پس بہت سے نکاح خلاف شرع ہوا کرینگے۔

الجواب ومنہ التوفیق للصواب

اسکا مجمل جواب تو یہ ہی کہ مولانا محمد اسحٰق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل اربعین مین ایک ایسے سوال کے جواب مین خزانۃ الروایات سے استدلال کرکے اسکے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہی چنانچہ وہ سوال و جواب مع روایت نقل ہوتا ہی (مسئلہ) بعد نکاح بہ قاضی و وکیل و شاہدان کہ از طرف عروس می آیند بخوشی خود بدون مطالبہ شان چیزی دادن جائز ست یا نہ۔ (جواب) دادن این مردمان بدون مطالبہ و جبر از طرف ایشان مباح ست و اگر جبر کنند و خواہ مخواہ بگیرد و اصرار طلب نمایند و بگیرند پس مباح نیست چنانچہ در کتاب خزانۃ الروایات مرقوم ست وممّا سنّہ القضاۃ فی دار الاسلام ظلم صریح وھو ان یاخذ وامن الانکحۃ شیئاً ثم یجیزون اولیاء الزوج والزوجۃ بالمناکحۃ فانہم مالم یرضوا بشئی من اولیاءھا لم یجیزوا بذلك فانہ حرام للقاضی والمناکح انتہی الجواب الملفوظ
قلت فکما ان الاجازۃ غیر متقومۃ لا یحل العوض عنہا کذلك الجاہ والعقود الفاسدۃ التی ھی المنشاء فی الاکثر لھذا الاخذ کما سیاتی غیر متقومۃ لا یحل العوض عنہا۔
اور مفصل جواب یہ ہی کہ جو چیز کسی کو دی جاتی ہی اُسکی دو حالتین ہین یا تو بعوض دیا جاتا ہی یا بلا عوض اور جو بعوض دیا جاتا ہی دو حال سے خالی نہین یا تو ایسی شی کا عوض ہی جو شرعاً متقوم و قابل عوض ہی اور یا ایسی شی کا عوض ہی جو شرعاً متقوم و قابل عوض نہین خواہ حقیقۃً جیسا عقود باطلہ مین ہوتا ہی یا حکماً جیسا عقود فاسدہ مین ہوتا ہی اور جو بلا عوض دیا جاتا ہی وہ بھی دو حال سے خالی نہین یا تو محض طیب خاطر اور آزادی سے دیا جاتا ہی یا تنگی خاطر و کراہت قلب سے دیا جاتا ہی خواہ وہ

تنگی اور کراہت زیادہ ہو یا کم ہو یہ کل چار قسمین ہوئین قسم اول جو متقوم شی کے عوض مین حاصل ہو قسم دوم جو غیر متقوم شی کے عوض مین حاصل ہو قسم سوم جو بلا عوض بطیب خاطر حاصل ہو قسم چہارم جو بلا عوض بکراہت حاصل ہو۔ قسم اول بوجہ اجرت یا ثمن ہونے کے اور قسم سوم بوجہ ہدیہ اور عطیہ ہونے کے حلال ہی اور قسم دوم بوجہ رشوت یا ربوا حقیقی یا حکمی ہونے کے اور قسم چہارم بوجہ ظلم یا جبر فی التبرع ہونے کے حرام ہی اب دیکھنا چاہیے کہ نکاح خوانی کی آمدنی کون قسم مین داخل ہی تاکہ اُسکا ویسا ہی حکم ہو اگر قسم اول مین داخل کہا جاوے جیسا خود نکاح پڑھنے والے کی نسبت اسکا ظاہراً احتمال ہو سکتا ہی کیونکہ جو خود نکاح پڑھنے نہ جاوے وہان تو اسکا احتمال ہی نہین البتہ نکاح خوان کے اعتبار سے ظاہرا اسکا شبہ ہو سکتا ہی کہ یہ نکاح خوان کے اس عمل کی اجرت ہی مگر غور کرنے کے بعد یہ احتمال صحیح نہین رہتا کیونکہ صحت اجارہ کے لیے شرعاً چند امور لازم ہین وہ یہ کہ کام لینے والے کو پورا اختیار ہو جس سے چاہیے کام لے اور کام کرنے والے کو پورا اختیار ہو کہ کام کرے یا نہ کرے اور اُسی طرح مقدار اجرت ٹھہرانے مین کام لینے والے کو پورا اختیار ہو کہ جسقدر چاہے کم کہہ سکے اور زیادہ پر راضی نہ ہو اور کام کرنے والے کو بھی پورا اختیار ہو کہ جتنا چاہے زیادہ مانگے ان امور مین اپنی آزادی و اختیار سے منتفع ہونے مین ایک پر دوسرے کی طرف سے کوئی طعن یا ملامت مانع نہ ہو اور یہ سب امور مسئلہ مبحوث عنہا مین مفقود ہین کیونکہ گو کام لینے والے کو اسمین تو آزادی حاصل ہی کہ کسی سے مفت نکاح پڑھوالے لیکن اگر وہ اجرت پر کسی نئے شخص سے نکاح پڑھوالے مثلاً مجمع حاضرین مین سے کیفما اتفق کسی کو کہدے کہ تم پڑھ دو اور وہ اجرت تمکو دینگے یا اُسی مقرر نکاح خوان سے کہے کہ تم دوسری جگہ اتنا لیتے ہو ہم تو اس سے نصف دینگے اگر نہین پڑھتے تو ہم کسی دوسرے کو بلا لینگے یا اسی طرح اگر کام دینے والا نہ تو خود جاوے اور نہ اپنی طرف سے کسی کے بھیجنے کا اہتمام کرے بلکہ صاف جواب دیدے کہ کچھ ہمارے ذمہ نہین یا یون کہے کہ گو اور جگہ سے ایک روپیہ لیتا ہون مگر تمسے دس لونگا چاہے لیجلو چاہے نہ لیجلو تو ضرور ان چارون صورتون مین ایک دوسرے کی طرف سے بھی اور عام سننے دیکھنے والون کی طرف سے سخت ملامت ہوگی کہ لو صاحب ہمیشہ سے تو اس طرح چلا آرہا ہی انھون نے یہ نئی بات نکالی اور سب قائل معقول کر کے

اُسی رسم قدیم پر اسکو مجبور کرینگے پس جب صحت اجارہ کے شرائط مفقود ہین تو اجارہ مشروعہ نرہا
پھر اجرت کہنے کی گنجایش کہان، ہی پھر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ نکاح خوان بلانیوالے کا
اجیر نہین سمجھا جاتا بلکہ خود اصل قاضی کے خیال مین بھی اور خود اس نائب کے خیال مین بھی اور دوسرے
عوام کے خیال مین بھی اصل قاضی کا نوکر سمجھا جاتا ہی چنانچہ وہ قاضی اسکو جب چاہے معزول کر دیتا
ہی اور اس صورت مین اسکا غیر مشروع ہونا اور زیادہ ظاہر ہی کیونکہ نوکر کسی کا اور اجرت کسی کے
ذمہ یہ خود باطل ہی اور شرع مین اسکی کوئی نظیر نہین اور اگر قسم سوم مین داخل کیا جاوے جیسا خود
نکاح نہ پڑھنے والی کی نسبت اسکا ظاہرا احتمال ہو سکتا ہی کیونکہ جو شخص نکاح پڑھانے گیا ہی وہان تو
مفت ملنے کا احتمال ہی نہین البتہ غیر نکاح خوان کے اعتبار سے ظاہرا علی عکس القسم الاول اسکا
شبہ ہو سکتا ہی کہ یہ اسکو عطیہ وہدیہ کے طور پر دیا گیا ہی جیسا سوال مین اس سے تعرض بھی ہی مگر غور
کرنے کے بعد یہ احتمال بھی صحیح نہین رہتا کیونکہ مشروعیت ہدیہ کے لیے بھی چند امور لازم ہین وہ یہ کہ
نہ تو دینے والا اُسکو لینے والے کا اور نہ خود لینے والا اُسکو اپنا حق سمجھے اور دینا بھی ضروری نہ سمجھا
جاوے اور اسی طرح مقدار ہدیہ مین دینے والے کو اختیار ہو کہ خواہ کم دے یا زیادہ دے غرضکہ نہ دینے
مین بھی ملامت نہ ہو اور کم دینے پر بھی ملامت نہو اور مسئلہ مبحوث عنہا مین یہ امور بھی مفقود ہین کیونکہ
گو بعضے لوگون کو اسمین آزادی حاصل ہی کہ بالکل نہ دین چنانچہ جو لوگ اس سے پورے واقف
ہین کہ انکا کوئی حق نہین وہ بالکل نہین دیتے ہین اور اُنپر ملامت بھی نہین کی جاتی لیکن عوام مین سے
جو لوگ دیتے ہین وہ بیشک یہی سمجھ کر دیتے ہین کہ انکا حق ہی خواہ بوجہ قدامت کے کہ انکے بڑون سے
یہ بات چلی آرہی ہی خواہ اس خیال سے کہ انکو اس کام پر سرکار نے مقرر کر دیا ہی خواہ بوجہ زمینداری
کے کہ ہم اُن کی رعایا ہین جیسا کہ مختلف مقامات پر مختلف عادات وخیالات ہین غرض دینے والے
بھی حق سمجھتے ہین اور لینے والے بھی بعضے ویسے بھی حق سمجھتے ہین چنانچہ بعض اُنمین قرضخواہون
کی طرح مانگ مانگ بھیجتے ہین اور بعضے تدبیرات اور تقریرات سے اسکی کوشش کرتے ہین کہ عوام
مین یہ خیالات جاگزین رہین کہ یہ انکا حق ہی حتی کہ اگر دوسرا ان ہی کی طرح اس کام کو کرنا شروع کر دے
تو اُس سے آزردہ اور اُسکے درپے ہوتے ہین کہ یہ ہمارے حق مین خلل ڈالتا ہی اسیطرح اگر کوئی
بجاے روپیہ کے آنہ دو آنہ دینا چاہے تو خود لینے والا بھی اور دوسرے لوگ بھی اسکو طریقہ مقررہ

کے خلاف سمجھکر موجب ملامت قرار دینگے جب مشروعیت ہدیہ کے شرائط مفقود ہوے پھر ہدیہ کہنے کی گنجایش کہان رہی جب اس آمدنی کا قسم اول وسوم مین داخل نہ ہونا ثابت ہوگیا پس لامحالہ قسم دوم یا چہارم مین داخل ہوگی جسکی وجہ قسمین منفیین کی تقریر نفی سے خود ظاہر ہو چکی ہی اور تنبیہ مکرر کے لیے اُسکا خلاصہ پھر عرض کئے دیتا ہون کہ بدون نکاح پڑھے دینا جیسا کہ اکثر منیب کو ملتا ہی یا تو اُنکے جاہ وقدامت و زمینداری کے عوض مین ہی اور یہ سب امور غیر متقوم ہین تب تو یہ دینا رشوت ہوگا اور یا پابندی رسم کے سبب حق سمجھنے کی وجہ سے ہی تو یہ جبر فی التبرع ہوگا اور نکاح پڑھوا کر دینا جیسا اکثر نائب کو اور کہین منیب کو ملتا ہی یہ اجارۂ فاسدہ پر مبنی ہی اور خصوصاً جبکہ نائب نوکر قاضی کا سمجھا جاوے تو یہ آمدنی اجارۂ غیر مشروعہ کی حکم ربوا ہوگی جب اسکا قسم دوم یا چہارم مین داخل ہونا ثابت ہوگیا تو ان دونون قسمون کا جو حکم تھا یعنی عدم جواز وہ بھی ثابت ہوگیا اور یہ تقریر تو اس عمل کے نفس حقیقت کے اعتبار سے تھی اور اگر اسکے ساتھ ایک امر خارجی کو بھی ملاحظہ فرمایا جاوے جو کہ وقوع مین اسکا مقترن ہی وہ یہ کہ اکثر جگہ عادت ہی کہ نکاح خوانی کے لیے بلانے والا تو دولھن والا ہوتا ہے اور نکاح خوانی دلواتے ہین دولھا والے سے اور وہ بوجہ پابندی رسم کے خواہ مخواہ دیتا ہے جو کہ شرعاً محض ناجائز ہی کہ بلا وجوب شرعی کسی سے کوئی رقم اُسکو ضروری ولازم قرار دیکر وصول کی جاوے تو اس عارض کی وجہ سے اسکا عدم جواز اور زیادہ مؤکد ہو جاویگا غرض باعتبار نفس عمل کے بھی اور باعتبار اس عارض کے بھی یہ رقم ناجائز ٹھہری اور یہ تمام کلام خود لینے والے کے اعتبار سے ہی اور دوسرے کو دینا جیسا نائب کے ذمہ سمجھا جاتا ہی کہ وہ ایک بڑا حصہ اس رقم کا اپنے منیب کو دے سو یہ دینا محض اس بنا پر ہوتا ہی کہ اس نے مجکو اس کام کے لیے اجازت دی ہی اور ظاہر ہے کہ یہ اجازت دینا شریعت مین امر غیر متقوم ہی اور غیر متقوم کے عوض مین دینا رشوت ہی اور رشوت بلا ضرورت دفع ظلم دینا حرام ہی پس اس دینے والے کو ایک گناہ رشوت دینے کا اور زائد ہوا غرض جو صورتین اسکے متعارف ہین اسمین کسی کو نہ لینا جائز ہی اور نہ دینا جائز ہی اور اسمین نائب ومنیب اور شادی والے سب آگئے جیسا بوجہ اکمل وابسط اسکے تفصیل گذر چکی اب ان متعارف صورتون کے علاوہ دو صورتین اور رہ گیئن جن مین ظاہراً جواز کا احتمال معلوم ہوتا ہی ایک یہ کہ بطور اجارہ کے قاضی کسی کو نوکر رکھکر اُسکی تنخواہ مقرر کردین اور اُس سے کام لین جس سے سوال

مین اس سے بھی تعرض ہی دوسرے یہ کہ بطور شرکت تقبل کے قاضی مین اور دوسرے کسی شخص مین
باہم قرارداد ہوجاوے کہ دونون نکاح پڑھا کرین اور جو کچھ دونون کو آمدنی ہو وہ فلان نسبت سے
باہم تقسیم کرلیا کرین سو تامل کرنے کے بعد ان مین بھی جواز نہین معلوم ہوتا مثلاً اول صورت مین اگر
اس کو اجیر خاص کہا جاوے تو اُسمین دوسری نوکری نہین کرسکتا حالانکہ اس مین نائب کو اسکی
ممانعت نہین ہوتی اور اگر اجیر مشترک کہا جاوے تو اجیر مشترک ہر شخص کا جو کام چاہے کرسکتا ہے
حالانکہ یقینی بات ہی کہ اگر قاضی کو معلوم ہوجاوے کہ یہ نائب کچھ نکاح میری طرف سے پڑھتا ہے
اور کچھ دوسرے شخص کی طرف سے جو اتفاقاً مثل قاضی کے وہ بھی یہی کام کرتا ہو تو یقیناً اُس نائب کو
معزول کردے گا پھر دونون شقون مین محذور مشترک یہ ہی کہ خود قاضی مین اور اہل تقریب مین باہم کوئی
عقد اجارہ نہین ٹھہرتا پھر اُس قاضی کو اجرت لینا کس طرح جائز ہوگا اور اگر کہا جاوے یہی نائب وکالۃً
اہل تقریب سے عقد اجارہ ٹھہرائے جو مثل قبول قاضی کے ہوگا اسکا جواب ایک تو اوپر دونون شقون
کے جدا جدا محذور سے معلوم ہوگیا کیونکہ جواز اور عدم جواز کے مقتضیات جمع ہونے سے عدم جواز
کا مقتضی مُوثر ہوگا دوسرا جواب آگے شرکت تقبل کے محذور سوم مین آتا ہی یہ تحقیق تو اول صورت
کی ہوئی اور دوسری صورت یعنی شرکت تقبل اولاً تو ایسا واقع نہین کیونکہ قاضی کو جو ملتا ہی اُسمین
سے نائب کو کچھ نہین دیا جاتا دوسرے ہدایہ کتاب القسمۃ مین مصرح ہی کہ جو لوگ تقسیم کا کام اجرت پر
کرتے ہون حاکم اسلام کو چاہیے کہ اُنکو باہم شریک نہ ہونے دے کہ عمل تقسیم کی اجرت گران نہ ہوجاوے
یہی حال ہی نکاح خوانی کا کہ ضرورت اسکی دنیا اور دین دونون اعتبار سے ہر شخص کو پڑتی ہی اور اکثر
نکاح خوان لوگ باوجاہت ہوتے ہین اگر سب جدا جدا رہینگے ہر شخص ارزان ملیگا اور اگر سب
شریک ہوگئے تو گران ہوجاوینگے تیسری خرابی وہی ہی جو قسم سوم کی نفی مین مذکور ہوئی ہی کہ عرفاً
یہ قاضی کا حق مختص سمجھا جاتا ہی ظاہر ہی کہ اختصاص کا کوئی استحقاق نہین اور جو شخص قاضی یا نائب
قاضی کو بلاتا ہی اسی استحقاق و اختصاص کی بناء پر بلاتا ہی پس قاضی کا اجیر بنانا جب اس بناء
فاسد پر مبنی ہی تو خواہ وہ بالانفراد اجیر ہو جیسا ابھی صورت اولی مین مذکور ہوا جسمین حوالہ اسی
محذور سوم کا دیا گیا ہی اور خواہ بالاشتراک اجیر ہو جیسا اس صورت دوم مین فرض کیا گیا ہی
ہر حالت مین بناء الفاسد علی الفاسد کے سبب ناجائز ہوگا پس سابقہ متعارف صورتین اور اخیر کی

غیر متعارف صورتین سب ناجائز قرار پائین البتہ اگر مثل دیگر معمولی اجارات تعلیم اطفال و غرالقن نویسی اور دوسری صنعتون اور حرفون کے اسکی بھی حالت رکھی جاوے کہ جسکا دل چاہے جسکو چاہے بلاوے اور کسی کی خصوصیت نہ سمجھی جاوے اور جس اجرت پر جانبین رضامند ہو جاوین نہ کوئی اپنے کو اصل مستحق قرار دے نہ دوسرون کے ذہن مین اسکو پیدا کیا جاوے اور اگر اتفاق سے کوئی دوسرا یہ کام کرنے لگے نہ اُس سے رنج و آزردگی ہو اگر نائب نیابت سے دست بردار ہو کر خود مستقل طور پر یہ کام شروع کرے نہ اُس کی شکایت ہو اور شہر مین جتنے چاہین اس کام کو کرین اُن سب کو آزاد سمجھا جاوے ہان جو اس کا اہل نہ ہو اُس کو خود ہی جائز نہ ہوگا وہ ایک عارض کی وجہ سے روکا جاوے گا جیسا کوئی امام اگر قرآن صحیح نہ پڑھتا ہو امامت سے روکا جاوے لیکن جو بہت سے آدمی اسکے اہل ہون تو اُن مین مختلف و متعدد آدمی اس کام کو کرنیکے مختار سمجھے جاتے ہین اسیطرح اس نکاح کیساتھ معاملہ کیا جاوے اور نیز بُلانے والا اپنے پاس سے اجرت دے دولھا والون کی تخصیص نہ ہو اسطرح البتہ جائز اور درست ہے غرض دوسرے اجرت کے کامون مین اور اسمین کوئی فرق نہ کیا جاوے یہ تحقیق ہے اس اجرت نکاح خوانی کے متعلق اور جو مضمون اخیر مین مکرر کے عنوان سے لکھا ہے اُسکا جواب بہت واضح ہے کہ دوسرے شخص کے دین سنوارنے کے لیے اپنا دین بگاڑنا کسی طرح درست نہین ہوسکتا خصوصًا جبکہ اُسکا دوسرا طریقہ بھی ممکن ہو جیسا کہ احقر نے ابھی عرض کیا تھا کہ اِس پیشے کو عام رکھا جاوے مگر نااہل کو نہ بُلایا جاوے اسکا تو کام لینے والے خود یا کسی ذی علم سے دریافت کر کے انتظام کر سکتے ہین دوسرے یہ کہ اس انتظام متعارف مین بھی مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ بہت جگہ نااہل اس کام کو کر رہے ہین پھر اس انتظام کی پابندی سے شرعًا کون نفع خاص ہوا اور پابندی نہ کرنے سے کون ضرر خاص ہوا پھر یہ کہ قاعدۂ شرعی ہے کہ جب کسی امر مین مفسدہ و مصلحت جمع ہو جاوین مفسدہ مؤثر ہوتا ہے مصلحت مؤثر نہین ہوتی پھر اگر اس مصلحت کو تسلیم بھی کیا جاوے تو اس قاعدے کی بنا پر اُس عمل کی اجازت نہ دی جاوے گی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ اشرف علی التھانوی عفا عنہ

۱۲ر محرم ۱۳۲۲ھ

التوریع عن فساد التوزیع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ چند سطور ہین جنمین آج کل کے چندۂ متعارفہ کے متعلق کچھ ضروری احکام مذکور ہین - باعث اس تحریر کا یہ ہوا کہ اسوقت بوجہ اِسکے کہ اہل اسلام کے پاس مصارف مفیدہ عامہ مین صرف کرنے کے لیے کوئی سرمایہ وذخیرہ کافی نہین ہے ایسے موقع کے لیے چندہ کی ضرورت پڑتی ہے جس کے فی نفسہ کلیًا وجزئیًا جائز اور منقول ہونے مین کوئی کلام نہین لیکن بوجہ ضعف قوت علمیہ یا عملیہ اسمین بعض مفاسد منضم ہوگئے ہین جن کی اصلاح کی ضرورت سے بھی مجال انکار نہین اس لیے اُنمین سے کثیر الوقوع مفاسد کو کہ مجموعہ اُن کا سات ہین مع طریقۂ اصلاح مختصر عرض کرتا ہون امید ہے کہ اِن مفاسد کے دلائل سے کہ اصول ہین دوسرے مفاسد فرعیہ غیر مذکورہ کا حکم بھی معلوم ہوسکتا ہے -

مفسدۂ اُولیٰ

بعض اوقات یہ نہین غور کیا جاتا کہ ہم جس کام کے لیے چندہ جمع کرتے ہین وہ فی نفسہ امر محمود بھی ہے یا نہین چنانچہ اکثر رسوم یا تفاخر یا بدعات کی ترویج وتقویت کے لیے چندے ہوا کرتے ہین جو خود ناجائز ہے مثلاً مساجد مین فضول تزئین ونقش ونگار یا گنبد ومنارہ کے لیے یا مدارس مین جلسہاے تفاخر وتکاثر کے لیے یا خانقاہون مین اعراس وغیرہ کے لیے یا رمضان مین ختم قرآن کی شیرینی یا محرم مین تعزیہ کے لیے یا شب برات مین آتشبازی کے لیے یا ربیع اول مین اس زمانے کی مجالس مولید کے لیے ومثل ذلک کہ یہ سب امور علی التفاوت خلاف شریعت وخلاف سنت ہین - سو اس کی اصلاح یہی ہے کہ ایسے امور کے لیے چندہ لینا اور دینا ترک کردین -

مفسدۂ ثانیہ

بعض اوقات یہ نہین دیکھا جاتا کہ چندہ دینے والا حلال سے دیتا ہے یا حرام سے حالانکہ اول تو حرام مال کا صرف کرنا ہر جگہ بُرا ہے پس نیک کام مین اور بھی زیادہ بُرا ہے چنانچہ ہر قسم کے اہلکارون سے رشوت خوارون سے ہر قسم کے وکلا ومختارون سے ہر قسم کے زمیندارون سے غاصبون اور ستمگارون سے سود خوارون سے ہر قسم کے دوکاندارون کے دغابازون دروغ شعارون سے بلکہ بعضے بعضے ڈوم بھانڈ وکسبی سے بھی غرض جہان سے ہاتھ لگے بے تکلف لے لیتے ہین حالانکہ انمین بعضے تو پیشے ہی بُرے ہین اور بعضے پیشے گو جائز ہین لیکن بے احتیاطی سے اپنی آمدنی کو حرام کر لیتے ہین پس جس شخص کا حال یقینًا یا غالب قرائن سے معلوم ہو وہان بلا تفتیش لینا جائز نہین اور تفتیش کے بعد بھی اگر وہ دعوی کرے کہ مین نے یہ رقم احتیاط شرعی کے ساتھ دی ہے تو یہ شرط ہے کہ اُسکے صدق کی دل گواہی بھی دیتا ہو تب البتہ جائز ہے اور اگر شبہ ہی نہ ہو تو معذور ہے

مفسدۂ ثالثہ

اکثر اسپر اصلا نظر نہین ہوتی کہ یہ رقم یا اسباب جو یہ شخص دیتا ہے اسکی خالص ملک ہے یا کسی حقدار وارث یتیم وغیرہ کا حق بھی اسمین مخلوط ہے اکثر جگہ ترکہ مشترکہ مین سے نقد یا اسباب یکمشت یا چندۂ دوامی کے طور پر آتا ہے اور اُس کو حلال طیب سمجھا جاتا ہے چنانچہ بعض اوقات کوئی چندہ گزار مر جاتا ہے تو اُسکے ورثہ کو لکھا جاتا ہے کہ یہ ایک خیر جاری ہے امید ہے کہ آپ بھی اسکو جاری رکھین گے وہ وارث ریاست مشترکہ مین سے جاری کر کے اطلاع بھی کر دیتا ہے اور منتظمین شکر گزاری کے ساتھ لے لیتے ہین بلکہ اُسکی مدح وثنا چھاپتے ہین اور اُن لوگون کو اس مسئلہ کی نہ اطلاع کرین نہ اُنسے تفتیش کرین کہ آپ نے کسطرح مقرر کیا ہے حالانکہ شئے مشترک مین تصرف کرنا بدون رضائے شرکاء کے جبکہ وہ سب بالغ ہون بالکل حرام ہے اور نابالغ کی رضا واذن بھی معتبر نہین اسلیے ایسے موقع پر دینے والے کو سمجھا دیا جاوے کہ اگر تم کو دینا ہے تو اپنے غیر مشترک مال سے دو یا مشترک کو تقسیم کر کے پھر اپنے حصے سے دو۔ بالخصوص کسی شخص کے مرنے کے بعد عمومًا عادت ہے کہ اُسکے کپڑے جوڑے بلا تقسیم بین الورثہ باوجود بعض کے نابالغ ہونے کے مدارس یا مساجد مین بھیجدیے جاتے ہین اور کارکن جہتممین بڑی شکر گزاری سے اُسکو لے لیتے ہین اسی طرح شادیون مین جو رسم ہے

کہ دختر والا دولہا والے سے خرچ لیتا ہے اُسمین کچھ مساجد و مدارس کی بھی رقم ہوتی ہے یہ آمدنی بالکل ہی ناجائز ہے اسکا بہت ہی خیال چاہیے۔

مفسدۂ رابعہ

اکثر بلکہ قریب قریب علی الدوام اسکا بالکل لحاظ نہین کیا جاتا کہ جس شخص سے یہ رقم وصول کی جا رہی ہے آیا یہ شخص بالکل خوشدلی سے دے رہا ہے یا یہ کہ کسی خاص شخص کی وجاہت اور دباؤ یا عام مجمع کے شرم و لحاظ سے دے رہا ہے اور یہ وہ آفت ہے جس سے غالبًا خواص و اہل علم بھی بہت کم محفوظ ہین بلکہ اسکے قبح کی طرف التفات ہی نہین ہوتا بلکہ بالعکس اسکو اپنی اعلیٰ درجے کی کارگزاری اور حسن سعی اور ہوشیاری اور موجب ثواب و شعبۂ دینداری سمجھتے ہین اور اس آیت کے مصداق بنتے ہین الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صُنعا ؁ اوراس مجموعی تحریر کا اصلی محرک یہی جز و زیادہ ہے کہ اسمین ابتلا بھی عام اور اشد ہے اسلیے اِس باب مین خاص طور پر توجہ فرمائیے اور اِسکے متعلق دلائل صحیحہ صریحہ سنیے قرآن مجید مین ہے لا یسئلون الناس الحافا اور دوسری آیت مین ہے فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا اور حدیث مین ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبی اور دوسری حدیث مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تلحفوا فی المسئلۃ فو اللہ لا یسألنی احد منکم شیئا فتخرج لہ مسئلتہ منی شیئا وانا لہ کارہ فیبارک لہ فیما اعطیتہ رواہ مسلم اور تیسری حدیث مین ہے لیس للمرء الا ما طابت بہ نفس امامہ رواہ الطبرانی کذا فی تخریج الزیلعی اور چوتھی حدیث مین ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ رواہ البخاری اور پانچوین حدیث مین ہے لا یحل لہ ان یثوی عندہ حتی یحرجہ متفق علیہ یہ سات دلیلین کتاب و سنت کی ہین۔ آیۃ اولیٰ مین سیاق کلام و قرینۂ مقام سے لپٹ کر سوال کرنے کی اور کسی کو تنگ کرنے اور دباؤ ڈالنے کی مذمت مفہوم ہوئی۔ اور آیۃ ثانیہ مین جواز اکل کو معلق فرمایا طیب نفس کے ساتھ اور حدیث اول مین ایسے مال کے حرام ہونیکی صاف

تصریح ہے جو بلا طیب نفس لیا جاوے اور اُسکے حرام ہونے کو زیادہ مؤکد فرمادیا کہ اُسکو نہی عن الظلم کے ساتھ مقرون فرمایا جسمین اشارہ اسطرف ہے کہ یہ بھی ظلم ہے اور ظلم خود حرام اور گناہ کبیرہ ہے حدیث دوم مین الحاف یعنی تنگی اور بار ڈالنے کو صیغۂ نہی کے ساتھ جو کہ تحریم کے لیے موضوع ہی منع فرمایا جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ امر حرام ہی اور یہ بھی فرمادیا کہ جو رقم کراہت نفس کے ساتھ بدون طیب خاطر کے وصول کیجاویگی اُسمین برکت نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ حلال ہمیشہ بابرکت ہوتا ہے اس سے بھی معلوم ہوگیا کہ یہ حلال نہین اور حدیث سوم مین بھی جواز انتفاع کے لیے جو کہ مدلول حرف لام کا ہے طیب نفس کو شرط فرمایا اور حدیث دوم و سوم مین اتنی بات اور معلوم ہوگئی کہ جیسے عام لوگون کو تنگ کرنا اور دباؤ ڈالنا حرام ہے اسی طرح سلاطین و ملوک کو بھی تنگ کرنا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ مدار اس دباؤ ڈالنے کی حرکت کا ناداری نہین جیسا بعض لوگ سمجھا کرتے ہین کہ فلانے کے پاس بہت مال ہے اگر دباؤ ڈال کر لے لیا تو کیا حرج ہے کچھ گھاٹا تھوڑا ہی آجاوے گا۔ یہ حدیثین اس خیال کی صاف تغلیط کرتی ہین۔ حدیث چہارم سے کلیۃً معلوم ہوا کہ کسی کو ناحق ایذا پہونچانا زبان سے یا برتاؤ سے خلاف شان اسلام ہے یہ بھی مستلزم نہی کو ہوا۔ اور حدیث پنجم سے معلوم ہوا کہ جب مہمان کو جو کہ ایک گونہ صاحب حق بھی ہے درست نہین کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھیرے کہ وہ تنگ ہوجاوے تو معمولی چندہ وصول کرنیوالے جو کہ کچھ بھی حق نہین رکھتے تنگ کرنیسے کیونکر گنہگار نہ ہون گے۔ اسیطرح بعض لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ ہم اپنی ذات کے لیے نہین مانگتے دین کے لیے مانگتے ہین مگر یہ نہین سمجھتے کہ دین کا کام تو وہ جب ہی ہے جب دین کے حکم کے موافق ہو ورنہ جب وہ دین کے خلاف ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی جو کہ اصلی مقصود کار دین سے تھا پھر کیا فائدہ ہوا اب اسوقت کی حالت مروجہ دیکھیے کہ اکثر چندہ کی فہرست اہل وجاہت کے ہاتھون بھیجی جاتی ہے مجمعون مین ایسے ہی لوگ کھڑے کیے جاتے ہین وہ ایک ایک کے سامنے بالخصوص جاتے ہین اور خاص خطاب سے تحریک کرتے ہین بعض دفعہ خود محرک کی وجاہت سے بعض جگہ مجمع کی شرم سے گو دل نہ چاہی یا کم دل چاہے مگر ملامت اور خفت کے خیال سے مجبوری دینا پڑتا ہی بعض اوقات کم دینے والے کو مکرر کہا جاتا ہی کہ یہ رقم آپکی حیثیت سے کم ہی اور دیجیے یا دوسرے شخص کو جو کہ اسکے برابر یا اس سے بھی کم ہو زیادہ رقم دیتا ہوا دیکھکر جھیپ جاتا ہی اور اس سے کم دینے مین اپنی سُبکی سمجھتا ہی اور باوجود ناگواری کے دیتا ہی اسیطرح شادیون مین خرچ کی فرد مین مسجد و مدرسہ کی رقم بھی ہوتی ہے لکھکر دولھا والون کو دیتے ہین اور اُنسے وصول کرتے ہین ہرگز اس رقم کا

لینا درست نہین اسیطرح اکثر مدارس مین چندہ کی فہرست مین بقایا چھاپا جاتا ہے بعض جگہ نادہندونکی
فہرست الگ چھانٹ کر شائع کیجاتی ہے اِس فضیحت و رسوائی کے خوف سے بعضے لوگ دیتے رہتے
ہین یہ سب محتمل کراہت نفس ہے اور طیب نفس کا اسمین تیقن یا غلبہ ظن نہین اسلیے اسکی بہت احتیاط
چاہیے اور احتیاط کا طریقہ یہی ہے کہ خاص خطاب نہ کرین اور عام خطاب مین بھی دباؤ کے کلمات
نہ کہین ضرورت کی اطلاع کے ساتھ تصریح کردین کہ جسقدر جسکی خوشی ہو اور آسانی سے دے سکے شریک
ہونا موجب ثواب ہے اور چندہ کی بقایا اور نادہندون کی فہرست شائع نہ کرین آخر خاص طور پر بھی
تو اُنکو اطلاع ممکن ہے اور خاص تحریر یا تقریر مین بھی آزادی کے عنوان سے تحریک کرین کہ اُسپر
اصلا گرانی نہ ہو بلکہ بعض اوقات تو صورۃً بھی اجازت اور رضا نہین ہوتی جیسے بعض قومون مین گولک کا
حق یا اس پر کوئی رقم بائع یا مشتری سے لینے کا دستور اور رواج شائع ہے۔ یہ چار مفسدے تو آمدنی
کے متعلق ہین آگے تین مفسدے خرچ کے متعلق پیش آتے ہین۔

مفسدۂ خامسہ

یہ کہ اکثر چندہ کے مال کو بڑی بے دردی سے فضول اخراجات مین صرف کرتے ہین اسراف خود حرام ہے
مال امانت مین اور زیادہ بُرا۔

مفسدۂ سادسہ

اکثر ایسی بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اگر مختلف مدات کا چندہ ہے تو کچھ تاویل کر کرا کر ایک مد کا دوسرے
مین دوسرے کا تیسرے مین غرض گڈ بڈ کر کے اسطرح صرف کرتے ہین کہ جیسے متولی یا مہتمم صاحب کی
ملک ہے اور ان کو ہر طرح تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص اس مال
مین وکیل اور امین ہے خلاف اذن اور رضائے مؤکل حبہ برابر بھی تصرف کرنا بالکل حرام ہے۔

مفسدۂ سابعہ

بعض اوقات کچھ رقم چندہ کی بچ جاتی ہے اُسکو بھی یہ منتظم یا تو خود خورد بُرد کرتا ہے یا اپنی رائے سے

کسی دوسرے کام مین لگا رہتا ہے یاد رکھو کہ جو بچا ہے اگر یہ رقم دوسرے اشخاص کے رقم کے ساتھ مخلوط نہین تھی تب تو خاص اُسی کی ملک ہے اُس سے اطلاع کرکے اجازت لینا چاہیے اور اگر سب مخلوط تھی تو وہ باقی رقم سب کے بقدر حصہ مشترک ہے سب سے اجازت لینا چاہیے اور اگر بعض کا پتہ نہ ہو تو اُسکے حصے کی رقم کم مثل نقطہ کے ہے اور جو حصہ دار معلوم ہین اُنسے اجازت اور اُنکی رضا حاصل کرنا ضرور ہے۔

التماس خاتمہ

اور یاد رکھنا چاہیے کہ ان مفاسد مین اکثر متعلق بہ حقوق العباد ہین اور اُنکی اصلاح نہ کرنے سے حقوق العباد مین مبتلا ہوگا جسکے واسطے احادیث مین وعید شدید وارد ہین نمونے کے طور پر کچھ مختصر لکھا جاتا ہے۔

حدیث اول۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت بھر زمین ظلماً دبانے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو ساتون زمینون کا طوق پہنا دینگے (مشکوۃ باب الغصب والعاریہ فصل اول)

حدیث دوم۔ ابوحرہ رقاشیؒ اپنے چچا سے روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سنو ظلم مت کرو اور آگاہ رہو کسی شخص کا مال بغیر اُسکی خوشدلی کے حلال نہین ہے۔ (مشکوۃ باب الغصب فصل دوم)

حدیث سوم۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ناحق لے لے وہ قیامت کے روز ساتون زمینون مین دھنسایا جاوے گا۔ (مشکوۃ باب الغصب فصل سوم)

حدیث چہارم۔ یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ناحق لے لے اُسکو محشر مین اُسکی مٹی اُٹھانے کی تکلیف دی جاوے گی۔ (فصل سوم باب الغصب)

حدیث پنجم۔ اور یعلی بن مرہ ہی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلماً دبالے اللہ تعالےٰ اُسکو تکلیف دینگے کہ اُس زمین کو ساتون زمینون تک کھودے پھر اُسکو روز قیامت کے ختم تک جب تک لوگون مین فیصلہ ہے اُن ساتون زمینون کا طوق پہنایا جاوے گا (فصل سوم باب الغصب)

حدیث ششم۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ظُلم قیامت کے دن (ظالم کیلیے) تاریکیونکا سبب ہوجاویگا (باب الظلم فصل اول)

حدیث ہفتم۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ذمے اپنے بھائی مسلمان کا کوئی حق ہو خواہ آبرو کے متعلق ہویا اور کچھ ہو تو اُسکو چاہیے کہ اُسوقت سے پہلے پہلے معاف کرالے کہ جب نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا اگر کوئی عمل نیک ہوگا بقدر حق کے وہ عمل لے لیا جاویگا اور اگر نیک عمل نہو گا صاحب حق کے گناہ لیکر اُسپر لادد یے جاوینگے (باب الظلم فصل اول)

حدیث ہشتم۔ اور نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کی طرف خطاب کرکے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو مفلس کسکو کہتے ہین صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مفلس ہمارے اندر وہ ہے کہ جسکے پاس نہ درہم ہو نہ اور کوئی سامان ہو حضور نے فرمایا کہ میری امت مین مفلس وہ ہے کہ قیامت کے روز۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ کی دولت لیکر آوے گا ایک شخص آوے گا کہ اُسکو اسنے سب وشتم کیا ہوگا ایک آوے گا کہ اُسکو تہمت لگائی ہوگی ایک آوے گا کہ اُسکو اسنے ناحق مارڈالا ہوگا کسی کا مال کھا گیا ہوگا۔ کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ پھر ہر ایک کو اُسکی نیکیون (کی دولت) سے حق دیا جاوے گا پھر اگر نیکیان ختم ہوجاوین گی اور حقوق باقی رہین گے تو اہل حقوق کی خطائین لیکر اُسپر ڈالدی جاوینگی پھر اُسکو جہنم مین جھونک دیا جاوے گا (باب الظلم فصل اول)

حدیث نہم۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تم کو حقوق ادا کرنا پڑین گے یہانتک کہ بے سینگ والی بکری کے واسطے سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جاوے گا (یعنی اگر سینگ والی نے اُسکو مارا ہوگا) (باب الظلم فصل اول)

حدیث نو ۴۴ - حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظالم کے ساتھ اُسکی تقویت کے واسطے چلے اور وہ جانتا بھی ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا - (باب الظلم فصل ثالث) کتبہ اشرفعلی تھانوی عفی عنہ

نام کتاب مع قیمت

عمدہ خوشنما مثل سنہرا کاغذ
سفید قیمت صرف ۵ ۰/
ایضاً کاغذ گلابی قیمت ۶ ۰/
قصد السبیل الی المولی الجلیل
یہ رسالہ فن تصوف مین بزبان
اردو اپنا آپ ہی نظیر ہے
اور ربیع الاول ۱۳۲۴ھ کو
نہایت کوشش کرکے
بہت صحیح چھاپا گیا ہے کچھ
جلدین باقی رہنے کی وجہ
سے اس اطلاع کی ضرورت
سمجھی گئی بہت جلد منگائیے
قیمت صرف ۱۰/
بہشتی زیور کے دسون حصے
قیمت صرف عہ/ یہ کتاب
عورتون کی تعلیم اور بچون کی تربیت
اور تمام ضروری باتون کے
بیان مین بے مثل ہے اسی وجہ سے
چار پانچ مرتبہ کئی کئی ہزار
چھپ کر فروخت ہو چکی ہے
اور بفضلہ تعالے ہماری
چھاپی اور صحیح کی ہوئی کو فہیم
اور مبصر لوگون نے قدردانی
کی نظر سے دیکھ کر نہایت ہی
شوق سے خریدا اور خرید رہے
ہین آپ بھی منگا کر ہماری
تحریر کی تصدیق کر سکتے ہین۔
القول الصواب۔ اسمین پردۂ
مروجۂ مستورات شرفاء کا
بیان ہے قیمت صرف ۱/
القول البدیع۔ اس بیان
مین کہ جمعہ و عیدین کی نماز
کس جگہ جائز اور کس جگہ
ناجائز قیمت — ۲/
اصلاح ترجمۂ نذیریہ دہلویہ
اسمین ڈپٹی نذیر احمد دہلوی
کے ترجمۂ قرآن کی غلطیون

نام کتاب مع قیمت

اور اصلاح کا بیان ہے جن لوگون
نے اسکو نہ خریدا ہو وہ ضرور
خریدلین قیمت ۱۰/
اصلاح الخیال نیچریہ اور
دہریہ خیالات کی اصلاح اور
تردید مین عمدہ ہے قیمت ۲/
اصلاح الرسوم مع ضمیمہ تمام
ناجائز غیر مشروع رسمون کی
اصلاح و تردید قیمت ۴/
مجموعۂ رسائل مفیدہ جسمین
حفظ الایمان۔ خاتمہ بالخیر
وغیرہ شامل ہین قیمت ۱/
مجموعہ علاج القحط والوبا و طاعون
وغیرہ کے متعلق فتوی اور
مجرب دعاؤن کا بیان قیمت
صرف ۱۰/
فصل الخطاب۔ غراب یعنی
کوے کے مسئلہ کا بیان ۱۰/
تعلیم الدین قدیم کامل ۶/
تعلیم الطالب مع پانچ
فارسی عربی۔ اردو شجرون
کے مطبوعۂ جدید قیمت صرف ۱/
اخبار الزلزلہ ۔ ۰/
الاستبصار۔ ۱/
کلید مثنوی حصۂ اول عہ/
ایضاً حصۂ دوم عہ/
ان دونون حصون مین
مثنوی رومی کے دفتر اول
کی اردو زبان مین نہایت
بے مثل شرح ہے جسمین تصوف
کے مسائل کو اسطرح سے
حل کیا ہے کہ ایک معمولی
استعداد کا آدمی بھی سمجھ
سکتا ہے۔ جابجا موقع
بموقع جناب حاجی محمد امداد اللہ
صاحب مہاجر مکی قدس سرہ
کے ملفوظات بھی اس مین

نام کتاب مع قیمت

مندرج ہین۔
تکمیل الیقین یعنی نوترمیم اور
جدید سائنس والاسلام
جسکو خود حضرت مولانا صاحب
نے ترمیم کیا قیمت صرف عہ/
الاقتصاد۔ تقلید اور اجتہاد
کی بحث مین بے مثل ہے قیمت ۲/
ردنما ی مثنوی قیمت ۱/
جزاء الاعمال صحیح قیمت ۱/
مکتوبات امدادیہ مع مثنوی فوائد و
کے۔ جو ہر ایک کے لئے مفید
ہین قیمت صرف ۲/
طریقۂ مولود شریف۔ ۱/
کلیات امدادیہ قیمت صرف ۸/
اشرف المواعظ حصۂ اول
چار وعظون کا مجموعہ قیمت ۴/
اشرف المواعظ حصۂ دوم
ایک جدید اور بہت بڑا
وعظ برابر چار وعظون
کے قیمت صرف ۳/
سبق الغایات بزبان
عربی ربط آیات مین
قیمت ۸/
تنشیط الطبع بزبان اردو
ہیئت قرأت کا بیان ۴/
صفائی معاملات مطبوعۂ
کانپور قیمت صرف ۱۰/
الخطاب الملیح در تحقیق مہدی
و مسیح۔ قیمت صرف ۱/
حق السماع قوالی کی تحقیق
مین بے مثل ہے ۱/
اوراد رحمانی ۲/
فروع الایمان تقطیع کلان
کاغذ چکنا دبیز ۲/
ایضاً تقطیع خرد زیر طبع
تجوید القرآن مع اضافہ
کاغذ دبیز عمدہ ۱/

نام کتاب مع قیمت

ایضاً کاغذ رسمی ۱/
ایضاً " " ۰/
الخطب الماثورہ ۔ ۱/
تیسیر المبتدی ۔ ۴/
فتاوی اشرفیہ حصۂ اول ۳/
فتاوی اشرفیہ حصۂ دوم ۴/
تبلیغ دین اردو۔ بامحاورہ
ترجمہ تلاثین حضرت سیدنا
مولانا شاہ اشرف علی صاحب
مدظلہم العالی نے امام
غزالی صاحب کی اربعین
سے مع ازدیاد فوائد کثیرہ
کے ایک کتاب تلاثین
لکھی تھی مگر وہ عربی زبان
مین تھی اردودان اس
سے فائدہ نہین حاصل
کر سکتے تھے اس لیے
حضرت مولانا صاحب کی
اس عربی کتاب تلاثین
کا ترجمہ اردو بامحاورہ
کر کے شایع کیا گیا ہے
اسی کا نام تبلیغ دین ہے
جو اوپر درج ہوا۔ یہ کتاب
فائدہ رسانی مین بغیر کسی
شک و شبہہ کے تعلیم الدین
سے بھی بڑھ کر معلوم
ہوتی ہے بہت جلد
منگوائیے اور اسکے
مطالعہ سے فوائد کثیرہ
حاصل کیجیے کاغذ سفید
چکنا قیمت صرف ۱۰/

حضرت مولانا شاہ
رشید احمد صاحب حنفی
محدث گنگوہی
قدس سرہ کی مفید

نام کتاب مع قیمت

تصانیف

امداد السلوک بزبان فارسی
تصوف اور سلوک کا بہت
معتبر اور بے مثل رسالہ
قیمت صرف ۴/
براہین قاطعہ۔ بدعت و
اہل بدعت کی تردید مین
بے مثل اور بہت معتبر و
مستند کتاب ہے جنہنے
ابتک نہ خریدا ہو ضرور
خریدے قیمت ۱۲/
ہدایۃ الشیعہ قیمت ۴/
زبدۃ المناسک ۳۰/
لطائف رشیدیہ۔ ۱۰/
مجموعہ فتاوی میلاد اور
عرس قیمت صرف ۱/
کراہت جماعت ثانیہ۔ ۱۰/
رسالہ جمعہ در دیہات ۱/
اوقاف قرآنی ۔ ۰/
فتوی احتیاط الظہر ۔/
ہدایۃ المعتدی۔ امام کے
پیچھے سورۂ فاتحہ کے
پڑھنے کو غیر مقلدین
ثابت کرتے ہین ان
حضرات کی کافی طور سے
اسمین تردید کی گئی ہے
حنفیون کے بہت ہی
کام کی کتاب ہے ضرور
منگائیے قیمت ۲۰/
سبیل الرشاد۔ ۱/

محمد انعام اللہ
تاجر کتب
کانپور ٹیکاپور نمبر ۲۳

نام کتاب مع قیمت

نوٹ

ان کتابون کے علاوہ کچھ نوا یجاد مفید کتابین مثل کے صفحہ ۲ مین درج ہین اور مثل کراس صفحہ ۳ و ۴ مین بھی مفید منفید کتابین درج ہین باقی ہمارے کتبخانہ کی فہرست کلان منگا کر دیکھیے
راقم محمد انعام اللہ تاجر کتب کانپور محلہ پٹکاپور مکان نمبر ۶۳

چند مفید اور ضروری کتابین

معین القرآن حصہ اول اسکو بجاے قواعد بغدادی کے پڑھایا جاتا ہے اسکے پڑھنے کے بعد بچے خود بخود بغیر لگا لگا کر پارے اور قرآن مجید بہت جلد آسانی سے پڑھنے لگتے ہین قیمت ڈیڑھ آنہ ۔ ۱۔
پارہ عم غیر مترجم کاغذ معمولی قیمت ۱
ایضاً ״ ״ ״
پارہ الم غیر مترجم کاغذ معمولی قیمت ــــ ۱
ایضاً ״ ״ ״
پارہ سیقول غیر مترجم کاغذ

نام کتاب مع قیمت

معمولی قیمت ــ ۱
ایضاً ״ ״
پارہ تبارک الذی غیر مترجم ۱
ایضاً ״ ״ ״
پارہ لن تنالوا غیر مترجم ۱
ایضاً ״ ״ ״
پارہ والمحصنات غیر مترجم ۱
ایضاً ״ ״ ״
پارہ لا یحب اللہ غیر مترجم ۱
ایضاً ״ ״ ״
پارہ اذا سمعوا غیر مترجم ۱
ایضاً ״ ״ ״
قرآن مجید نقل نظامی مطبوعہ پرانی قیمت صرف ۴
قرآن مجید نقل نظامی مطبوعہ جدید قیمت صرف ۶
قرآن شریف نہایت صحیح عمدہ کاغذ سفید بکمنا بچون کے پڑھنے کے لائق مطبوعہ میرٹھ قیمت صرف ۱۴
حمائل شریف غیر مترجم صحیح عمدہ قیمت صرف ۱۲
حمائل شریف مترجم صحیح عمدہ قیمت صرف ۲
ایضاً کاغذ سمی قیمت
حروف تہجی مع پندنامہ ۱
الف با مع فوائد عزیزیہ ۱
تشریح الحروف ــ
لڑکون کا کھیل ــ
تعلیم المبتدی حصہ اول
ایضاً حصہ دوم ۲
حلوای بےدود ۱
کریما خفی قلم

نام کتاب مع قیمت

کریما خفی قلم
کریما رحیما
کریما مترجم
کریما مسدس
کریما مخمس
شرح کریما فارسی ۱
مقیمان غیر مترجم
مقیمان مترجم
خالق باری ــ
قادرنامہ غالب
تعلیم الصبیان ۲
دستور الصبیان
آمدنامہ مشرح بصفوۃ المصادر قیمت صرف
شرح آمدنامہ اس جدید شرح کا طرز بہت عمدہ ہے نظم و نثر مین بیان ہے عبارت ایسی آسان کہ بچون کی سمجھ مین فوراً آجاے اگر آمدنامہ کو نہ بھی پڑھایا جاے تو کوئی حرج نہین اس شرح مین آمدنامہ کی تمام مصدرون کو نظم مین مع اُردو ترجمے کے لکھ دیا ہے جسکی وجہ سے مصدرون کا یاد ہوجانا بہت ہی سہل ہوگیا مصدر یاد ہوے اور آمدنامہ آگیا فارسی استعداد پیدا ہوگئی غرضکہ یہ شرح قابل قدر ہے قیمت صرف ۲
میزان فارسی
فارسی نامہ

نام کتاب مع قیمت

محمودنامہ
عطائی نامہ
تعلیم عزیزی ۱
پندنامہ عطار
گلزار دبستان
مصدر فیوض ۲
نسخہ تعلیمیہ
گفتگونامہ
انشای خردافروز
انشای بہار بےخزان ۲
ہفت بند
مکتوب احمدی
مکتوب محمدی
کاغذات کارروائی ۴
گلستان کشوری خفی قلم ۴
گلستان مع فرہنگ
گلستان صحیح کاغذ عمدہ ۸
گلستان چوب قلم کشوری ۱۲
گلستان مترجم ــ
گلستان حکیم قاآنی ۳
بوستان خفی قلم کشوری ــ ۴
بوستان مع فرہنگ ۸
بوستان چوب قلم کشوری ــ ۱۲
بوستان صحیح کاغذ عمدہ ۱۱
بوستان مترجم ۹
شرح گلستان محمد اکرم
بہار باران شرح گلستان ۱۲
شرح گلستان اُردو ــ ۴
بہار بوستان شرح بوستان ــ ۲

نام کتاب مع قیمت

شرح بوستان گلہوری ۱۲
انشای بہار عجم
انشای خلیفہ غیر مترجم ۲
انشای خلیفہ مترجم ۴
انشاے فائق ۱
انشاے عجیب
انشاے دلکشا
انشاے منیر
انشاے فیض رسان ۲
انشاے نثر ــ
انشای مادھورام ۳
انشای طاہر وحید ۴
انشاے جامی ۲
انشای صفدری مترجم
انشاے مظہر
انشاے دلاویز ۱
سہ دفتر ابوالفضل ۱۲
شرح ابوالفضل ۱۲
رقعات ابوالفضل ۳
رقعات عالمگیری ۱
رقعات عزیزی
رقعات بیدل ۳
رقعات امان اللہ حسینی ۱
رقعات نظامیہ
سہ نثر ظہوری ۳
شرح ظہوری رصہبائی ۱۰
پنج رقعہ ظہوری ۱
شرح پنج رقعہ از صہبائی ۵
پنج رقعہ ولایت
مینا بازار ظہوری ۱
شرح مینا بازار از صہبائی ۴
شبنم شاداب ۱
شرح شبنم شاداب ۶
دستور المکتوبات

اطلاع - اس کتاب [illegible]

نام کتاب مع قیمت

توقیعات کسری ۲۰
حسن و عشق -
کلیات نثر غالب ۱۲
صحیفہ شاہی ۷
قواعد فارسی
جواہر الترکیب - ۱
شرح جواہر الترکیب ۳
نہر الفصاحۃ ۲
بہار گلزار - ۲
عبد الواسع - ۲۰
اصول برجستہ -
نصاب الصبیان ۱
شرح نصاب الصبیان ۳
مثنوی مخزن اسرار - ۶
شرح مثنوی مخزن
اسرار - ۸
مثنوی غنیمت ۲۰
زلیخا فردوسی ۳۰
زلیخائے جامی صحیح
عمدہ قیمت - ۹
زلیخائے جامی
مترجم ۱۲
شرح زلیخا
فارسی قیمت ۸
شرح زلیخا
اردو قیمت ۸
سکندر نامہ بری
کشوری قیمت ۱۰
سکندر نامہ بری
نظامی قیمت ۱۲
سکندر نامہ بری
چوب قلم قیمت ۱۲
سکندر نامہ بری مترجم

نام کتاب مع قیمت

کامل قیمت ۱۲
شرح سکندر نامہ
علمائے کلکتہ ۱۲
شرح سکندر نامہ
اردو قیمت -
سکندر نامہ بحری ۲۰
بہار دانش واضح ۱۲
عیار دانش - ۸
نگار دانش - ۵
انوار سہیلی کشوری ۱۲
انوار سہیلی عمدہ کاغذ
چکنا صحیح قیمت -
حدائق البلاغۃ - ۷
آئینہ تواریخ فن تاریخ گوئی
میں بے مثل ہے چند حصہ
میں تاریخ نکالنے کا مادہ
حاصل ہوجاتا ہے قیمت
قواعد اردو کامل ہر جلد
حصہ قیمت ۱۰
نگارین حصہ اول ۱
نظم پروین - ۱۰
ارژنگ چین خورد ۲۰
ارژنگ چین کلان ۵
صحیفہ نگارین - ۲
مکتب نامہ - ۳
مبادی الحساب حصہ
اول قیمت - ۳
ایضاً حصہ دوم - ۳
ایضاً حصہ سوم - ۳
لغات القرآن - ۲
لغات المبتدی - ۱۴
جامع اللغات -
غیاث اللغات - مع

نام کتاب مع قیمت

چراغ ہدایت و منتخب اللغات
قیمت صرف
برہان قاطع عمدہ
کشوری قیمت
بہار عجم کشوری
کریم اللغات مع اضافہ
قیمت صرف ۷۰
نفائس اللغات
منتخب النفائس ۴
ترجمہ غیاث اللغات
قیمت -
الفاظ عزیزیہ - ۱۰
فرہنگ گلستان
فرہنگ بوستان
فرہنگ زلیخا
فرہنگ سکندر نامہ ۱۰
اخلاق محسنی - ۶
اخلاق جلالی - ۱۴
اخلاق ناصری -
ترجمہ اخلاق جلالی ۵
قیامت نامہ فارسی ۱۰
قیامت نامہ اردو - ۲
قرۃ العینین ترجمہ اردو
درۃ الناصحین قیمت
انوار الاذکیا اردو ترجمہ
تذکرۃ الاولیا
مجالس الابرار مع ترجمہ
قیمت صرف -
کلیات امدادیہ ۸
ارشاد رحمانی - ۴
فیوض رحمانی - ۵
مجموعہ خطب علمی - ۲
مجموعہ خطب دوازدہ ماہی

نام کتاب مع قیمت

آثار مختصر نظم -
صبح کا ستارہ ۱
فلاح دارین - ۴
تحفۃ الزوجین - ۲۰
ہدایۃ النسوان -
تعلیم النساء مع دو ضمیمہ
زینۃ النساء - ۱
صلوٰۃ الرحمن ترجمہ
منیۃ المصلی - ۶
شرح وقایہ اردو چار
جلد قیمت -
تحریم النساء -
حقیقۃ الصلوٰۃ
خیرۃ الفقہ -
خلاصۃ الفقہ - ۱۰
خلاصۃ المسائل - ۲۰
راہ نجات عمدہ - ۱۰
رسالہ عقیقہ -
رفاہ المسلمین - ۳
رانڈوں کی شادی
رسالہ تجہیز و تکفین -
شرع محمدی عمدہ - ۲۰
مفتاح الجنۃ - ۳
بالا برہنہ اردو - ۳
ہدایۃ الاسلام - ۲۰
مسائل نکاح و طلاق ۱
خلاصۃ النکاح مع اضافہ
قیمت صرف - ۱۰
نصیحۃ المسلمین -
تقویۃ الایمان - ۵
احکام العیدین - ۲
ترکیب الصلوٰۃ - ۴
مصباح الصلوٰۃ - ۵

نام کتاب مع قیمت

عربی کی ابتدائی کتابیں

مجموعہ میزان الصرف و منشعب
عمدہ قیمت صرف ۱۰
شرح میزان الصرف کشوری ۲
شرح پنج گنج و زبدہ وغیرہ ۳۰
صرف میر عمدہ ۲
دستور المبتدی عمدہ ۲
جامع تعلیلات ۵
تعریب الاطفال ۲
تیسیر المبتدی عمدہ ۴۰
فصول اکبری ۴
نوادر الوصول شرح ۱۲
فصول اکبری عمدہ
شرح فصول اکبری از مولانا
علاء الدین احمد بن مولانا
انوار الحق صاحب مرحوم لکھنؤ
مجموعہ نحو میر قیومی ۳
شرح مائۃ عامل قیومی ۲
شرح مائۃ کلان نظامی ۸
ہدایۃ النحو قیومی ۴
شرح ہدایۃ النحو فارسی ۱۲
تشریح النحو اردو از مولوی
مولانا محمد عبد اللہ صاحب مرحوم
بلگرامی قیمت صرف ۱۰
ایضاً ۸
کافیہ قیومی محشی جدیدہ ۷

محمد انعام اللہ
تاجر کتب
کانپور ٹپکاپور نمبر ۶۳

خلل ہوا اسکو مسروقہ سمجھیں راقم - محمد انعام اللہ تاجر کتب کانپور محلہ ٹپکاپور مکان نمبر ۶۳ سابق عربی مدرس جامع العلوم کانپور